بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مختصر احکام عبادات

مطابق فتاویٰ مرجع عالی قدر آیۃ اللہ العظمیٰ

حاج سید علی حسینی سیستانی مدظلہ

ترتیب

ملنے کا پتہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	:	مختصر احکام عبادات
ترتیب	:	
سن طباعت	:	
ناشر	:	
تعداد	:	
تعداد صفحات	:	
قیمت	:	45 `

ملنے کا پتے

- **Sahifa Book Center**
  Khwaja Tower, Victoria Street, Lucknow
  Mob: **09415152648**
- **Impression Print House**
  Latouche Road, Near Sadana Store, Lucknow
  Mob: **09452062756**
- **Iqbal Book Centre**
  Nr. Masjid Wali Asr Muftiganj Chauraha, Lucknow
  Mob: **09336960781**
- **Naseem Book Depot**
  Mohalla Shah Mohammadpur, Mubarakpur, Azamgarh
  Mob: **09335468962**

فہرست مضامین

١	فہرست مضامین	2
٢	احکام تقلید	3
٣	طہارت کے احکام	5
۴	پہلی فصل: حدث سے طہارت	6
۵	ا۔ وضو	6
٦	٢۔ غسل	9
٧	٣۔ تیمّم	13
٨	دوسری فصل: خبث سے طہارت	15
٩	پہلا: پانی	16
١٠	دوسرا: سورج	17
١١	تیسرا: عین نجاست کا برطرف ہونا	17
١٢	چوتھا: زمین	17
١٣	پانچواں: تبعیت	17
١۴	چھٹا: مسلمان ہونا	18
١۵	ساتوں: مسلمان کا غائب ہونا	18
١٦	آٹھواں: انتقال	18
١٧	نواں: استحالہ	18

١٨	دسواں: ذبح شدہ جانور سے خون کا خارج ہونا:	18
١٩	گیارہواں: انقلاب	18
٢٠	بارہواں: استبراء	18
٢١	نماز کے احکام	19
٢٢	اذان اور اقامت	22
٢٣	نماز کے اجزاء اور واجبات	23
٢۴	مبطلات نماز	26
٢۵	نماز میں شک	27
٢٦	نماز جماعت	29
٢٧	مسافر کی نماز	31
٢٨	قضا نماز	33
٢٩	نمازِ آیات	34
٣٠	نماز جمعہ	34
٣١	روزے کے احکام	35
٣٢	حج کے احکام	39
٣٣	زکوٰۃ کے احکام	41
٣۴	پہلی قسم: مال کی زکوٰۃ	41
٣۵	دوسری قسم: زکوٰۃ فطرہ (فطریہ)	45
٣٦	خمس کے احکام	46
٣٧	امر بالمعروف اور نہی از منکر کے احکام	49

❁❁❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ الطَّاهِرِيْنَ ○

موجودہ رسالہ عبادی مسائل کا خلاصہ ہے کہ جس میں پانچ اہم عبادت (نماز، روزہ، حج، زکات اور خمس) اور اسی طرح طہارت، تقلید، امر بالمعروف اور نہی از منکر کے اہم مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

یہ رسالہ بعض مقلّدین کی درخواست پر مرجع عالی قدر آقای سید علی حسینی سیستانی (دام ظلہ) کے فتوے کے مطابق منظم کیا گیا ہے۔

خداوند متعال سے درخواست ہے کہ اس رسالہ کو مومنین کے لئے فائدہ مند ثابت کرے اور ہمیں توفیق دے کہ اس کی مرضی کے مطابق چلیں۔

احکام تقلید

مسئلہ ۱۔ دین اسلام میں واجبات اور محرّمات میں ہر مکلّف پر واجب ہے اس پر عمل کرے اور یہ اطمینان حاصل کرے کہ اس نے شرعی فرائض کو انجام دیا ہے، یہ عمل غیر مجتہد کے لئے ان تین طریقوں کے علاوہ غالباً غیر ممکن ہے۔

۱۔تقلید: یعنی مکلّف اپنے اعمال کو ایسے مجتہد کے فتوے کے مطابق انجام دے جو صلاحیت تقلید رکھتا ہو۔

۲۔احتیاط: یعنی مکلّف اس طرح عمل انجام دے کہ اُسے حکم واقعی انجام دینے کا یقین ہوجائے۔

مثلاً: اگر امکان پایا جائے کہ نماز کے لئے اقامت واجب ہے تو اُسے بجالائے، اور اسی طرح اگر امکان ہو کہ (تمباکو، سگریٹ وغیرہ) حرام ہے اور احتیاط کرنا چاہئے تو اُسے ترک کرے اور بعض دوسرے موارد میں ممکن ہے احتیاط کا تقاضا ایک عمل کو مختلف شکل میں تکرار کرنا ہو۔ مثلاً اگر مسافر احتیاط کرنا چاہے تو بعض حالات میں نماز ظہر وعصر کو قصر اور تمام دونوں بجالانا ہوگا۔

توجہ رہے کہ ایسے طریقوں سے آگاہی جس کے ذریعے احتیاط کر سکے ایک فقہی معلومات پر موقوف ہے جو کہ سماج کے اکثر افراد کے لئے میسر نہیں ہے۔

مزید یہ کہ اکثر موارد میں احتیاط کرنا دشوار بلکہ غیر ممکن ہے ان تمام وجوہات

کی بنا پر (تقلید) پر عمل کرنا غالب افراد کے لئے بہترین راستہ ہے تاکہ اپنے شرعی فرائض انجام دے سکیں۔

مسئلہ ۲۔لڑکیوں کے بالغ ہونے کی عمر ۹،سال قمری کا مکمل ہونا ہے (تقریباً آٹھ سال آٹھ مہینے بیس دن عیسوی) اورلڑکوں میں پندرہ سال قمری کا مکمل ہونا ہے (تقریباً چودہ سال چھ مہینے پندرہ دن عیسوی) البتہ اگرلڑکے میں ۱۵،سال قمری مکمل ہونے سے قبل نیچے دی ہوئی تین علامتوں میں سے کوئی ایک پائی جائے تو وہ شرعی طور پر بالغ شمار ہوگا

۱۔زیر ناف سخت بالوں کا نکل آنا۔

۲۔خواب یا بیداری میں منی خارج ہونا۔

۳۔چہرے پر سخت بال یا مونچھ کا نکل آنا۔

مسئلہ ۳: اگر مجتہد کے اندراج ذیل شرائط موجود ہوں تو اس کی تقلید کی جاسکتی ہے۔

۱۔ بالغ ہو

۲۔ عاقل ہو

۳۔ مرد ہو

۴۔ حلال زادہ ہو یعنی حلال طریقے سے پیدا ہوا ہو زنا سے پیدا نہ ہوا ہو۔

۵۔ مومن ہو اور مومن وہ ہے جو شیعہ اثنا عشری مذہب کا پیروکار ہو۔

۶۔ عادل ہو یعنی اسلام کے طور طریقے پر ہو اور اس کے خلاف نہ جائے یعنی اپنے واجبات کو انجام دے اور حرام کو ترک کرے۔

۷۔ فقہی مہارت سے مربوط امور میں زیادہ غلطی، فراموشی اور غفلت کا شکار

نہ ہو۔

مسئلہ ۴: اگر مذکورہ شرائط کے چند مجتہدین ہوں اوران کے فتوں میں اختلاف ہو جیسا کہ معمولاً اجتہادی مسائل میں اختلاف پیش آتا ہے۔

تو مسئلے میں چند صورت ہے جس میں سے اہم صورت درجہ ذیل ہیں:

پہلی صورت: مکلّف کو علم ہو کہ کوئی ایک مجتہد دوسرے مجتہدیں سے اعلم ہے تو اس صورت میں اسی اعلم کی تقلید کرے گا۔

دوسری صورت: مکلّف کو علم ہو کہ دو مجتہد باقی مجتہد سے اعلم ہیں لیکن یہ دونوں علم میں برابر ہیں یا یہ کہ نہ جانتا ہو ان دو میں عالم کون ہے اس صورت میں اگر مکلّف کے لئے یہ ثابت ہو جائے کہ ان میں ایک زیادہ متقی اور پرہیز گار ہے (یعنی ان امور میں جو فتوی دینے میں نقش رکھتے ہیں زیادہ غور فکر اور احتیاط سے کام لیتا ہے اور ہر مسئلہ شرعی کے استنباط میں زیادہ چھان بین کرتا ہے) تو اس مجتہد کی تقلید واجب ہے۔اور اگر زیادہ متقی اور پرہیز گار ہونا ثابت نہ ہو تو مکلّف ان دو میں سے کسی ایک کے فتوے پر عمل کرنے میں مختار ہے مگر خاص موارد میں جن کی وضاحت توضیح المسائل میں دی گئی ہے۔

تیسری صورت: مکلّف کو علم ہو کہ موجودہ مجتہدین میں کوئی ایک اعلم ہے لیکن اُسے معین نہ کرسکتا ہو تو اس صورت میں مکلّف کو ان تمام مجتہدین کے فتوں میں احتیاط کرنا ہوگا جن میں کسی ایک کے اعلم ہونے کا یقین ہے۔البتہ اس حکم میں ایک استثناء ہے جو کہ توضیح المسائل میں ذکر کیا گیا ہے۔

مسئلہ ۵: مجتہد کا اعلم ہونا درجہ ذیل کسی ایک طریقے سے ثابت ہوتا ہے۔

۱۔ ایک قابل اطمینان شخص جو اس موضوع میں مہارت رکھتا ہو کسی

مجتہد کے اعلم ہونے کی گواہی دے جیسے اہل خبرہ مجتہدین یا ایسے افراد کی گواہی جو اجتہاد کے قریب ہیں۔

البتہ ان افراد کی گواہی اس وقت قابل قبول ہے جب ان جیسی خصوصیات کے دوسرے افراد ان کے خلاف (اس کے اعلم نہ ہونے یا دوسرے مجتہد کے اعلم ہونے کی) گواہی نہ دیں کیونکہ اس صورت میں تضاد پیش آئے گا اور تضاد کی صورت میں ان کی گواہی مانی جائے گی جو اس موضوع میں زیادہ مہارت رکھتے ہیں۔

۲۔ مکلّف مقبول اور معقول طریقے سے کسی مجتہد کے اعلم ہونے کا اطمینان حاصل کرے بطور مثال اس کا اعلم ہونا اہل علم میں مشہور ہو یا مکلّف اگر صلاحیت رکھتا ہو تو خود اس کی علمی سطح اور مہارت کو آزمائے۔

مسئلہ ۶۔ اگر کوئی شخص کسی مجتہد کے اعلم ہونے کا یقین رکھتے ہوئے اس کی تقلید کر رہا ہو اور بعد میں کسی دوسرے مجتہد کا اعلم ہونا اس کے لئے ثابت ہوجائے تو لازم ہے کہ اس دوسرے مجتہد کی تقلید کرے۔

مسئلہ ۷۔ مکلّف جس مجتہد کی تقلید میں تھا اگر اس کا انتقال ہوجائے اور وہ زندہ تمام مجتہدین سے اعلم تھا تو لازم ہے کہ اس کی تقلید پر باقی رہے خواہ اس کے فتوں پر عمل کیا ہو یا عمل نہ کیا ہو، اس کے فتوں کو یاد کیا یا نہ کیا ہو۔

لیکن اگر زندہ مجتہد وقت گزرنے کے ساتھ فوت شدہ مجتہد سے اعلم ہوجائے تو مکلّف پر لازم ہے کہ زندہ مجتہد پر رجوع کرے، کیونکہ تقلید کے صحیح ہونے کا معیار اعلم ہونا ہے۔

مسئلہ ۸۔ فوت شدہ مجتہد کی ابتدائی تقلید جائز نہیں ہے گرچہ وہ زندہ مجتہدوں سے اعلم ہو۔

مسئلہ ۹۔ اگر اعلم مجتہد کسی مسئلے میں فتوے نہ دے یا یہ کہ مکلّف ضرورت کے وقت اس کے فتوے سے آگاہ نہ ہوسکے تو اس مسئلہ میں اعلم کی ترتیب کی رعایت کرتے ہوئے دوسرے مجتہد پر رجوع کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۱۰۔ اس رسالہ میں جو احکام احتیاط واجب کے عنوان سے بیان ہوتے ہیں ان موارد میں سے شمار کئے جائیں گے جس میں دوسرے مجتہد پر (اعلم کی ترتیب کی رعایت کرتے ہوئے) رجوع کیا جاسکتا ہے۔

البتہ اس رسالہ میں احتیاط واجب کو مختلف تعبیر سے بیان کیا گیا ہے۔

۱۔ کبھی صراحتاً بیان کیا گیا ہے جیسے (احتیاط واجب کی بنا پر پیر کا مسح جوڑ تک کرے) اور کبھی صراحتاً ذکر نہیں ہوا ہے بلکہ (اشکال رکھتا ہے) سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جیسے کہ ہم کہیں (اگر چہرہ نیچے یا بیچ سے دھونا شروع کرے تو اشکال رکھتا ہے)۔

۲۔ کبھی فتوے یا حکم میں (احتیاط واجب کی قید لگا کر بیان کیا گیا ہے جیسے اگر کوئی شخص اذان ظہر کے بعد سفر کرے تو احتیاط واجب کی بنا پر اپنے روزے کو مکمّل کرے)۔

۳۔ کبھی کسی مسئلے میں صرف لفظ احتیاط آیا ہے بغیر یہ کہ کسی فتوے کا ذکر ہو جیسے (اگر کسی برتن میں کتّے کا لعاب گر جائے احتیاط یہ ہے کہ پہلے برتن کو مٹی سے مانجیں پھر تین دفعہ پانی سے دھویں۔

طہارت کے احکام

دین اسلام میں پاکیزگی اور طہارت کی ایک خاص اہمیت ہے اور صرف ظاہری طہارت اور اس کے پاک کرنے کے طریقوں پر جنہیں فقہی اصطلاح میں (گندگی سے طہارت) کہا جاتا ہے۔ اکتفاء نہیں کیا ہے بلکہ انسان کی معنوی طہارت کو شامل کرتا ہے۔ کیونکہ انسان بعض اوقات نفس کی تاریکی کا شکار ہوجاتا ہے اور اس صورت میں خود کو مکمل طور پر خداوند متعال کی طرف متوجہ نہیں کرسکتا اور فقہی اصطلاح میں اس حالت کو (حدث) کہتے ہیں۔

حدث دو قسم کا ہوتا ہے (حدث اصغر حدث اکبر)

ان میں سے ہر ایک کے پیش آنے کے اسباب ہیں اور انہیں برطرف کرنے کے لئے بھی کچھ امور ہیں۔

دین مقدس اسلام نے (وضو) حدث اصغر کا اثر برطرف کرنے کے لئے اور (غسل) حدث اکبر کا اثر برطرف کرنے کے لئے قرار دیا ہے، اور تیمّم کو بعض خاص حالات میں جو انسان کے لئے پیش آتے ہیں ان دونوں کا بدَل قرار دیا ہے۔

دین اسلام نے معنوی پہلو کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض حالات اور زمانہ میں غسل کرنے کی ترغیب دلائی ہے اگر چہ اُس سے کوئی حدث سرزد نہ

ہوا ہو اور ان غسلوں کو مستحب غسل کہا جاتا ہے۔ جیسے غسل جمعہ اور ماہ رمضان کی شب قدر کا غسل۔

گزشتہ باتوں کے واضح ہونے کے بعد اب ہم طہارت کے احکام کو دو فصلوں میں بیان کریں گے۔

پہلی فصل: حدث سے طہارت

١۔ وضو

مسئلہ ١١۔ وضو میں چھ حصّے ہیں:

پہلا: چہرے کا دھونا، اور اس کی مقدار لمبائی میں پیشانی کے اوپر (معمولاً جہاں سر کے بال نکلتے ہیں) سے ٹھڈّی کے آخری حصّے تک اور چوڑائی میں انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا درمیانی حصّہ ہے۔ (یعنی جب ہاتھ کھلا ہوا ہو اور چہرہ دھو رہے ہوں تو جتنی مقدار انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کے درمیان آتی ہے) اُسے دھونا لازم ہے۔

مسئلہ ١٢۔ احتیاط واجب کی بنا پر چہرہ اوپر سے نیچے کی طرف دھویا جائے، اگر چہرہ نیچے سے یا بیچ سے دھونا شروع کرے تو اس کام میں اشکال ہے، البتہ چہرہ دھونے میں بہت زیادہ غور و فکر کرنا لازم نہیں بلکہ کافی ہے کہ پانی چہرے کے اوپری حصّے سے ڈالے اور دونوں طرف پھیلا دے گرچہ ٹھڈی خط کی طرح ہو۔

مسئلہ ۱۳۔ چہرے پر پانی وضو کی نیت سے ڈالے البتہ یہ اہم نہیں ہے کہ پانی کس ذریعے سے چہرے پر ڈالے خواہ ہتھیلی میں پانی لیکر ڈالے یا ہاتھ پھیرنے کے ذریعے تمام حصّے تک پانی پہنچائے، یا اپنا چہرہ ٹوٹی کے نیچے رکھ کر اوپر سے نیچے کی طرف پانی پہنچائے یا یہ کہ اپنا چہرہ حوز وغیرہ میں ڈبا کر پانی پہنچائے اہم یہ ہے کہ چہرہ اوپر سے نیچے کی طرف دھویا جائے۔

مسئلہ ۱۴۔ پانی کا بغیر کسی رکاوٹ کے چہرے تک پہنچنا لازم ہے، البتہ جس شخص کے چہرے پر جبیرہ ہے اِس حکم سے استثناء ہے، یعنی وہ شخص جس کے چہرے پر زخم، پھوڑا یا شکستگی ہو اور اس کے اوپر بینڈڈ وغیرہ لگایا ہوا ہو، اس شخص کے لئے جائز ہے کہ جبیرہ کی جگہ دھونے کے بجائے جبیرہ کے اوپر گیلا ہاتھ پھیرے اور جبیرہ کا ہٹانا اگر زیادہ مشقت، حرج یا نقصان کا باعث ہے تو لازم نہیں ہے۔

دوسرا: دایاں ہاتھ دھونا اور اس کی مقدار کہنی سے انگلیوں کے سرے تک ہے۔

مسئلہ ۱۵۔ ہاتھوں کو کہنی سے دھونا شروع کرے انگلیوں کے سرے پر ختم کرے اس لئے انگلیوں سے یا ہاتھ کے بیچ سے دھونا شروع کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۔ ہاتھوں کے دھونے میں وضو کی نیت لازم ہے اور یہ کہ گذشتہ طریقوں میں سے کسی ایک طریقے سے دھوئے اور یہ بھی ضروری ہے کہ کھال تک پانی پہنچنے میں کوئی رکاوٹ موجود نہ ہو اس لئے وہ عورت جو زینت کے لئے ناخن پالش کا استعمال کرتی ہے، یا وہ مرد جو اپنے کام میں تیل کا استعمال کرتا ہے یا پینٹر جس کے ہاتھ میں رنگ لگا ہوا ہے وغیرہ ان سب پر لازم ہے کہ وضو کرتے وقت ان رکاوٹوں کے برطرف ہونے کا اطمینان حاصل کریں۔

البتہ جس کے ہاتھ پر جبیرہ ہو اسی تفصیل کے مطابق جو چہرے کے دھونے میں بیان ہوئی اس حکم سے استثناء ہے۔

تیسرا: بایاں ہاتھ اسی طریقے سے دھوئے جس طرح دائیں ہاتھ کے بارے میں بیان ہوا۔

چوتھا: سر کے اگلے حصّے کا مسح اور اس کی مقدار سر کے اوپری حصّے سے پیشانی کے اوپری حصّے (سے پہلے) تک ہے اور چوڑائی میں ایک انگلی کی چوڑائی کی مقدار مسح کریں گرچہ بہتر ہے کہ تین ملی ہوئی انگلیوں کی مقدار چوڑان سے مسح کریں۔

مسئلہ ۱۷۔ سر کی کھال پر مسح ضروری نہیں ہے بلکہ اس پر جمے ہوئے بالوں پر بھی مسح کافی ہے بشرطیکہ سامنے کے ان بالوں پر مسح کرے جو کنگھی کرنے یا پھیرنے سے سر کے سامنے والے حصّے سے خارج نہ ہوں۔

مسئلہ ۱۸۔ ہاتھوں میں بچی ہوئی تری سے مسح کرنا واجب ہے اور بہتر ہے کہ دائیں ہاتھ کی تری سے انجام دے لیکن اگر گرمی یا کسی اور وجہ سے وضو کرنے والے کے دونوں ہاتھ کہنی سے لیکر انگلیوں کے سرے تک خشک ہو جائیں تو داڑھی کی تری لیکر مسح کر سکتا ہے اور کسی دوسرے پانی سے مسح کرنا جائز نہیں ہے۔ مگر یہ کہ وضو کو تکرار کرنے کے بعد بھی لازم مقدار تری کو محفوظ نہ کر سکتا ہو۔

مسئلہ ۱۹۔ اگر مسح کرنے والے یا مسح کئے جانے والے عضو کے درمیان کوئی چیز حائل ہو تو مسح صحیح نہیں ہے گرچہ وہ حائل بہت نازک ہو اور تری پہونچنے میں رکاوٹ نہ بنے لیکن اگر جبیرہ ہے تو اس حکم سے استثناء ہے، خود جبیرہ پر

مسح کرنا کافی ہے۔

پانچواں: دائیں پیر کا مسح اور اس کی مقدار لمبائی میں پاؤں کی کسی ایک انگلی سے لیکر پاؤں کی اُبھری ہوئی جگہ تک ہے بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر جوڑ (ٹخنہ) تک مسح کرے۔

اور چوڑائی میں اتنی مقدار ہونا کافی ہے جس پر مسح صادق آئے گرچہ ایک انگلی کی چوڑان کی مقدار ہو۔

مسئلہ ۲۰۔ پیر کا مسح اس تفصیل کے مطابق جو سر کے مسح میں بیان ہوئی ہاتھوں میں بچی ہوئی تری سے ہونا چاہئے اور بہتر ہے کہ دائیں ہاتھ سے مسح کرے گرچہ بائیں ہاتھ سے مسح کرنا بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۲۱۔ اگر مسح کرنے والے اور مسح کئے جانے والے عُضو کے درمیان کوئی چیز حائل ہو تو مسح صحیح نہیں ہے مگر یہ کہ وہ حائل جبیرہ ہو جیسا کہ سر کے مسح میں بیان کیا گیا۔

چھٹا: بائیں پیر کا مسح، اسی طریقے سے انجام دے جس طرح دائیں پیر کا مسح انجام دیا ہے اور بہتر ہے کہ بائیں ہاتھ سے بائیں پیر کا مسح انجام دے گرچہ دائیں ہاتھ سے بھی کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۲۲۔ وضو میں چند شرائط ہیں:

۱۔ نیت کرے، یعنی وضو کرنے کا مقصد خداوند متعال کی اطاعت ہو۔

۲۔ وضو کا پانی پاک ہو، نجس پانی سے وضو صحیح نہیں ہے۔

۳۔ وضو کا پانی مباح ہو، غصبی پانی سے وضو صحیح نہیں ہے۔

۴۔ وضو کا پانی مطلق ہو، مضاف پانی جیسے کیوڑا وغیرہ سے وضو صحیح

نہیں ہے۔

۵۔ اعضائے وضو پاک ہوں یعنی اعضائے وضو میں سے ہر ایک دھونے اور مسح کرنے سے پہلے پاک ہونا چاہئے۔

۶۔ وضو کے لئے پانی کے استعمال کی کوئی شرعی ممانعت نہ ہو وگرنہ تیمم واجب ہوگا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔

۷۔ ترتیب کی رعایت کرے یعنی چہرہ دھونے سے وضو کی شروعات کرے اس کے بعد دایاں اور پھر بایاں ہاتھ دھوئے، اس کے بعد سر پھر پیر کا مسح کرے اور احتیاط لازم کی بنا پر بائیں پیر کا مسح دائیں پیر سے پہلے انجام نہ دے البتہ دونوں پیر کا ساتھ میں مسح کرنا جائز ہے۔

۸۔ عرف کی نگاہ میں وضو کے افعال پے در پے انجام دے، البتہ مختصر فاصلے میں جو ایک عضو کے دھونے کے بعد دوسرے عضو کے دھونے میں معمولاً پیش آتا ہے حرج نہیں ہے، اور اگر کوئی اتفاق پیش آئے جیسے پانی ختم ہو جانا یا بھول جانا تو اس صورت اگر بعد والا عضو پہلے والے عضو کے خشک ہونے سے پہلے دھولے تو کفایت کرے گا۔

۹۔ وضو کرنے والا شخص وضو کے تمام افعال خود انجام دے لیکن مجبوری کی حالت میں جن افعال کو خود انجام نہیں دے سکتا، اس کے لئے دوسرے سے مدد لے سکتا ہے البتہ اس صورت میں مسح اپنے ہی ہاتھ سے کرے لیکن اگر کسی عذر کی بنا پر جیسے کہ معلول وغیرہ اگر یہ

بھی ممکن نہ ہو تو مدد کرنے والا شخص اس کے ہاتھوں سے تری لیکر مسح انجام دے۔

مسئلہ ۲۳۔ وہ امور جن کے سبب وضو باطل ہو جاتا ہے:

۱۔ پیشاب کا خارج ہونا۔

۲۔ پاخانہ خارج ہونا۔

۳۔ معدے کی ریاح پاخانے کے مقام سے خارج ہونا۔

۴۔ نیند جو حواس پر غالب آئے یعنی آنکھیں نہ دیکھیں اور کان نہ سنیں اور دوسری چیزوں کو بھی درک نہ کر پا رہا ہو اور جن چیزوں سے عقل زائل ہو جاتی ہے اس کا بھی حکم نیند کی طرح ہے جیسے دیوانگی، بیہوشی وغیرہ۔

۵۔ عورت کا خون استحاضہ جس کے احکام بعد میں بیان ہوں گے۔

۶۔ جنابت وضو کو باطل کرتی ہے اگرچہ جنابت کی وجہ سے صرف غسل واجب ہوتا ہے جس کے احکام بعد میں بیان ہون گے۔

مسئلہ ۲۴۔ پیشاب پاخانہ اور ریاح کے خارج ہونے کے سبب وضو باطل ہونے کے حکم سے ایک مقام کو استثناء کیا گیا ہے اور وہ اس صورت میں ہے جب کوئی شخص ایسی بیماری میں مبتلاء ہو جس کی وجہ سے ان چیزوں کے خارج ہونے سے خود کو روک نہ سکتا ہو تو ایسے شخص کو دائم الحدث (ہمیشہ حدث میں رہنے والا) کہتے ہیں، پس اگر پے در پے اس سے حدث اس طرح خارج ہو رہا ہو کہ اتنی مہلت بھی نہ ملتی ہو جس میں وضو کر کے نماز کا کچھ حصّہ بھی پڑھ سکے تو اسے چاہئے کہ وضو کر کے نماز پڑھے اور نماز کے دوران جو کچھ اس سے خارج ہو اس پر توجہ نہ کرے اور ایسا شخص جب تک کوئی دوسرا حدث اس سے خارج نہ ہو اپنی

طہارت پر باقی رہے گا۔

مسئلہ ۲۵۔ نماز اور ہر اس عبادت کے لئے جس میں حدث اصغر سے پاک ہونا شرط ہے۔ وضو کرنا واجب ہے، جو شخص بغیر وضو ہے اس کے لئے بدن کے کسی بھی حصّے کو قرآن کے خط سے مس کرنا جائز نہیں ہے بلکہ احتیاط لازم کی بنا پر بدن کے کسی حصّے کو اسم جلالہ (اللہ) اور اس کی مخصوص صفات سے بھی مس نہ کرے۔

۲۔ غسل

مسئلہ ۲۶۔ غسل کرنے کے دو طریقے ہیں: ارتماسی اور ترتیبی غسل ارتماسی میں بدن کو مکمل طور پر ایک دفعہ پانی کے اندر لے جانا کافی ہے لیکن غسل ترتیبی میں پہلے سر اور گردن دھوئے، پھر دایاں حصّہ اور اس کے بعد بایاں حصّہ دھوئے، البتہ غسل میت کے علاوہ اکثر و بیشتر غسل میں سر اور گردن دھونے کے بعد باقی بدن کو تدریجاً بغیر کسی ترتیب کی رعایت کئے ہوئے دھویا جا سکتا ہے۔

قابل توجہ ہے کہ اگر شاور سے غسل انجام دے تو احتیاط واجب کی بنا پر سر اور بدن کو دھونے سے قبل ایک لمحے کے لئے شاور کے نیچے سے ہٹ جائے اور پھر اس حصّے کو غسل کی نیت سے شاور کے نیچے دھونا شروع کریں۔

مسئلہ ۲۷۔ غسل صحیح ہونے کے شرائط وضو کے مانند ہیں جو پہلے بیان کئے گئے جیسے، نیت، پانی کا مطلق، پاک اور مباح ہونا، اعضائے بدن کا پاک ہونا اور یہ کہ ممکنہ صورت میں غسل خود انجام دے۔ پانی کے استعمال میں کوئی شرعی ممانعت جیسے بیماری وغیرہ نہ ہو۔

غسل اور وضو کے درمیان دو چیزوں میں فرق پایا جاتا ہے:

۱۔ غسل میں سر اور گردن یا بدن کا اوپر سے نیچے کی طرف دھونا لازم نہیں ہے۔

۲۔ موالات کی رعایت یعنی افعال غسل کا پے در پے انجام دینا لازم نہیں ہے اِس لئے انسان ایسا کرسکتا ہے کہ پہلے سر و گردن کو دھولے اور پھر کچھ مدّت بعد گرچہ مدّت طولانی ہو۔ باقی اعضا کو دھوئے۔

مسئلہ ۲۸: غسلِ جبیرہ کا حکم (غسل میت کے علاوہ) وضو جبیرہ کی طرح ہے، البتہ دونوں میں یہ فرق پایا جاتا ہے کہ غسل جبیرہ میں اگر جبیرہ کی جگہ زخم یا پھوڑا ہو تو مکلّف کو اختیار ہے کہ غسل کرے اور جبیرہ پر مسح کرے یا یہ کہ تیمم کرے اور اگر جبیرہ کی جگہ ٹوٹی ہوئی ہو تو لازم ہے کہ غسل کرے اور جبیرہ پر مسح کرے۔

مسئلہ ۲۹۔ جن امور کے سبب غسل واجب ہوتا ہے درج ذیل ہیں:

الف۔ جنابت ب۔ حیض ج۔ نفاس د۔ استحاضہ

ہ۔ میّت و۔ مس میّت

الف: جنابت

مسئلہ ۳۰۔ دو صورت میں جنابت واقع ہوتی ہے:

پہلی صورت: منی کا خارج ہونا، خواہ ہمبستری کے ذریعے یا نیند میں احتلام ہونے کے ذریعے،

منی وہ رطوبت ہے جو چپچپی اور گاڑھی اور دودھ کے رنگ کی طرح ہوتی ہے کبھی مائل بہ زرد یا سبز بھی ہوتا ہے اور اس کی بو (تخمیر شدہ خمیر) کی طرح ہوتی ہے معمولاً زیادہ شہوت سے اچھل کر نکلتی ہے اور خارج ہونے کے بعد بدن سست

ہو جاتا ہے۔

اور اگر انسان سے کوئی رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں شک ہو کہ منی ہے یا نہیں،

تو اگر تینوں علامتیں (شہوت، اچھل کر نکلنا، اور بدن سست ہو جانا) پائی جائیں تو منی کا حکم رکھے گی اور اگر تین علامتوں میں سے کوئی ایک علامت نہ ہو تو شک کی صورت میں منی کا حکم نہیں رکھے گی۔

لیکن بیمار انسان سے اگر صرف شہوت سے خارج ہو تو اس پر بھی منی کا حکم جاری ہوگا۔

جو کچھ بیان ہوا مرد کی منی کے بارے میں تھا،

اور عورت کے بہ نسبت بھی اگر زیادہ شہوت بھڑکنے کے دوران اس کی شرمگاہ سے رطوبت خارج ہو۔ خواہ نیند میں یا بیداری میں اس کا بھی حکم مرد کی منی کی طرح ہے۔

دوسری صورت: ہمبستر ہونا جو کہ آلہ تناسّل کا سپاری کی مقدار عورت کے اگلی یا پچھلی شرمگاہ میں داخل کرنے سے واقع ہوتا ہے اور یہ عمل مرد اور عورت کی جنابت کا باعث ہوگا گرچہ منی خارج نہ بھی ہو۔

مسئلہ ۳۱۔ ایسے اعمال کو انجام دینے کے لئے غسل کرنا لازم ہے جس میں حدث اکبر سے طہارت شرط ہے جیسے نماز۔

اور جو شخص جنابت کی حالت میں ہو چند کام اس پر حرام ہیں:

۱۔ جسم کے کسی حصّے کو قرآن کے خط سے مس کرنا۔

۲۔ جسم کے کسی حصّے کو لفظ جلالہ (اللہ) اور احتیاط واجب کی بنا پر دیگر

اسماء اور صفات جو اللہ کی ذات سے مخصوص ہیں اُن سے مس کرنا۔

۳۔قرآن کے واجب سجدے کی آیتوں کی تلاوت کرنا:

سورہ سجدہ آیت نمبر ۱۵، سورہ فصلت آیت نمبر ۳۷، سورہ نجم آیت نمبر ۶۲، سورہ علق آیت ۱۹،

مسجد میں ٹھہرنا یا مسجد میں کسی چیز کو اٹھانے یا رکھنے کے لئے داخل ہونا بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر گذرتے ہوئے بھی مسجد میں کسی چیز کا رکھنا یا باہر سے کسی چیز کا رکھنا جائز نہیں ہے۔

البتہ جو شخص جنابت کی حالت میں ہے مسجد سے اس طرح سے گزر سکتا ہے کہ مثلاً ایک دروازے سے داخل ہو اور دوسرے دروازے سے خارج ہو جائے البتہ مسجد الحرام اور مسجد النبیؐ سے گذرنا بھی حرام ہے، اور احتیاط واجب کی بنا پر ائمہ معصومین علیہم السلام کے روضوں کا وہی حکم ہے جو باقی مساجد کا ہے۔

ب۔حیض:

مسئلہ ۳۲۔حیض وہ خون ہے کہ عورتیں جس کی شناخت رکھتی ہیں اور معمولاً منظم اوقات میں خارج ہوتا ہے، یہ خون اکثر و بیشتر گرم، سرخ یا مائل بہ سیاہ اور جلن اور فشار کے ساتھ خارج ہوتا ہے، عورت سے جب یہ خون خارج ہو تو اُسے حائض کہا جاتا ہے۔

مسئلہ ۳۳۔حیض کا خون لڑکیوں کے چاند کی تاریخ سے نو سال (تقریباً آٹھ سال آٹھ مہینے بیس دن عیسوی) پورے ہونے کے بعد خارج ہوتا ہے اور چاند کی تاریخ سے ساٹھ سال (تقریباً اٹھاون سال اسّی دن عیسوی) پورے ہونے کے بعد آنا بند ہوجاتا اس لئے جو خون نو سال سے پہلے آئے وہ خون حیض

نہیں ہے اسی طرح جو خون ساٹھ سال کے بعد آئے حیض کا حکم نہیں رکھتا۔

مسئلہ ۳۴۔حیض کے کم از کم ایاّم تین دن ہیں (یعنی اگر دن میں شروع ہو تو تیسرے دن اسی وقت تک بہتّر گھنٹے استمرار رکھتا ہو، اور اگر رات میں شروع ہو تو تیسرے دن غروب تک استمرار رکھتا ہو) اور حیض کا زیادہ سے زیادہ وقت دس دن ہے اور شروع کے تین اور ان کی راتوں میں خون پے در پے آنا چاہیئے پس اگر تین دن مکمل ہونے سے پہلے خون آنا بند ہوجائے تو اس پر حیض کا حکم نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۳۵۔حائض عورتوں کی دو قسمیں ہیں:

پہلی: عادت رکھنے والی عورت یعنی اس کے حیض کے ایاّم منظم ہوں

دوسری: عادت نہ رکھنے والی عورت۔

عادت رکھنے والی عورتوں کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔عادت وقتیہ اور عددیہ

۲۔عادت عددیہ

۳۔عادت وقتیہ

عادت نہ رکھنے والی عورتوں کی بھی تین قسمیں ہیں۔

۱۔مبتدء

۲۔مضطربہ

۳۔ناسیہ

حائض عورتوں کے احکام سے مزید آشنائی حاصل کرنے کے لئے توضیح المسائل میں رجوع کریں۔

مسئلہ ۳۶۔ حائض عورت کا نماز روزہ اور طواف صحیح نہیں ہے اور ماہ رمضان کے جو روزے حیض کی وجہ سے چھوٹ گئے ہوں ان کی قضا بجالانا واجب ہے لیکن جو نمازیں حیض کی حالت میں چھوٹ گئی ہیں ان کی قضا واجب نہیں ہے۔

حیض کی حالت میں عورت کا طلاق (استثناء شدہ مقامات کے علاوہ) باطل ہے اور مرد کے لئے حیض کی حالت میں ہمبستری کرنا حرام ہے اور تمام وہ کام جو مجنب پر حرام ہیں جس کا ذکر مسئلہ نمبر ۳۱ میں ہوا ہے حائض پر بھی حرام ہیں۔

مسئلہ ۳۷۔ حائض عورت پر واجب ہے کہ حیض کے ایاّم تمام ہونے کے بعد نماز اور اس جیسے امور کے لئے جس میں حدث اکبر سے طہارت شرط ہے غسل انجام دے۔

ج۔ نفاس

مسئلہ ۳۸۔ نفاس وہ خون ہے جو عورت کو بچے کی ولادت کے وقت یا اس کے بعد بچے کی ولادت کی وجہ سے آتا ہے اور اس حالت میں عورت کو نفساء کہا جاتا ہے۔

خون نفاس کی کوئی کمتر مقدار نہیں ہے اس لئے ممکن ہے صرف ایک لمحے کے لئے آئے اور اکثر دس دن تک آتا ہے اس لئے اگر دس دن سے زیادہ خون آئے اور اس کے حیض کی عادت کے ایاّم معیّن ہوں مثلا پانچ دن حیض آتا ہو تو اس صورت میں حیض کے ایاّم کی مقدار کو نفاس اور باقی کو استحاضہ قرار دے گی۔
اور اگر حیض میں عادت معیّن نہ ہو تو دس دن نفاس قرار دے اور باقی کو

استحاضہ قرار دے۔

مسئلہ ۳۹۔ نفساء عورت کے واجبات اور محرّمات حائض عورت کی طرح ہیں البتہ اس فرق کے ساتھ کہ واجب سجدے والی آیتوں کی تلاوت مسجد الحرام اور مسجد النبیؐ سے گزرنا اور دوسری مسجدوں میں وارد ہونا اور اسی طرح مسجد میں کسی چیز کا رکھنا ان تمام امور کی حرمت نفساء عورت کے لئے بنابر احتیاط واجب ہے۔

مسئلہ ۴۰۔ نفساء عورت پر واجب ہے کہ خون نفاس سے پاک ہونے کے بعد ایسے اعمال کے لئے جس میں حدث اکبر سے طہارت شرط ہے جیسے نماز وغیرہ، غسل نفاس انجام دے۔

د۔ استحاضہ

مسئلہ ۴۱۔ استحاضہ وہ خون ہے جو عورت کو آئے اور خون حیض، نفاس، زخم یا پھوڑے وغیرہ کا خون نہ ہو اور یہ خون حیض سے مختلف زرد رنگ اور پتلا ہوتا ہے، گرمی اور جلن کے بغیر خارج ہوتا ہے جب عورت کو یہ خون آئے تو اُسے مستحاضہ کہا جاتا ہے۔

مسئلہ ۴۲۔ استحاضہ کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ استحاضہ کثیرہ: وہ خون ہے جو شرمگاہ پر رکھی جانے والی روئی میں سرایت کر کے دوسری طرف سے باہر آجائے اور کپڑے (Sanitary Napkin) کو آلودہ کردے۔

۲۔ استحاضہ متوسطہ: وہ خون ہے جو روئی میں پھیل جائے لیکن دوسری طرف سے باہر نہ آئے اور کپڑے (Sanitary Napkin) تک سرایت نہ کرے۔

۳۔ استحاضہ قلیلہ: وہ خون ہے جو فقط روئی کو آلودہ کرے لیکن کم ہونے کی وجہ سے روئی کے اندر سرایت نہ کرے۔

مسئلہ ۴۳۔ استحاضہ کثیرہ پر تین غسل واجب ہیں ایک غسل صبح کی نماز کے لئے ایک غسل ظہر اور عصر کی نماز کے لئے اگر دونوں نماز پے در پے پڑھ رہی ہو اور ایک غسل مغرب اور عشاء کی نماز کے لئے اگر پے در پے پڑھ رہی ہو لیکن اگر ان کے درمیان فاصلہ دے تو ہر ایک نماز کے لئے ایک غسل کرنا ہوگا۔

مسئلہ ۴۴۔ استحاضہ متوسطہ میں عورت نماز کے لئے ایک وضو کرے اور احتیاط واجب کی بنا پر ہر روز صرف ایک غسل تمام وضو سے پہلے انجام دے۔

مسئلہ ۴۵۔ استحاضہ قلیلہ میں عورت ہر نماز واجب یا مستحب کے لئے ایک وضو کرے۔

مسئلہ ۴۶۔ مستحاضہ عورت پر لازم ہے کہ خون رکنے کے بعد خود کو نماز کے لئے پاک کرے پس اگر استحاضہ قلیلہ یا متوسطہ ہو تو تطہیر کے لئے وضو کرے اور اگر استحاضہ کثیرہ ہو تو غسل انجام دے۔

مستحاضہ عورت کے لئے طہارت (وضو یا غسل) سے پہلے بدن کے کسی حصّے کو قرآن کے خط سے مس کرنا جائز نہیں ہے لیکن طہارت کے بعد جب تک نماز تمام نہ ہوئی ہو مس کرنا جائز ہے۔

اور جو احکام حائض کے لئے بیان ہوئے ہیں مستحاضہ پر جاری نہیں ہوں گے جیسے استحاضہ میں ہمبستری کرنا یا مسجد میں داخل ہونا، مسجد میں ٹھہرنا، کسی چیز کا مسجد میں رکھنا یا واجب سجدے کی آیتوں کی تلاوت کرنا حرام نہیں ہے۔

ہ۔ میّت

مسئلہ ۴۷۔ مسلمان میّت یا جو میّت مسلمان کا حکم رکھتی ہے اُسے غسل دینا واجب ہے یہاں تک کہ سقط شدہ بچہ جس کے چار مہینے ہجری پورے ہو گئے ہوں بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر اگر چار مہینے پورے نہ بھی ہوئے ہوں لیکن بدن کامل ہو چکا ہو تو لازم ہے کہ غسل میّت دیا جائے۔

مزید تفصیل کے لئے توضیح المسائل میں رجوع کریں۔

و۔ مس میّت

مسئلہ ۴۸۔ اگر کوئی شخص میت کا بدن ٹھنڈا ہونے کے بعد اور غسل دینے سے پہلے مس کرے یعنی اپنے بدن کے کسی حصّے کو اس کے بدن سے مس کرے تو اس پر غسل مس میت واجب ہے اور اس حکم میں فرق نہیں ہے کہ میت مسلمان ہو یا کافر، رطوبت کے ساتھ مس کرے یا بغیر رطوبت کے مس کرے۔

ایسے اعمال کے بجالانے کے لئے جس میں حدث اصغر سے طہارت شرط ہے اس غسل کا انجام دینا واجب ہے جیسے نماز، قرآن کے خط کا مس کرنا لیکن مسجد میں داخل ہونے یا مسجد میں ٹھہرنے یا واجب سجدے کی آیتوں کو پڑھنے کے لئے اس غسل کا انجام دینا لازم نہیں ہے۔

مستحب غسل:

مقدمہ میں بیان ہوا کہ شریعت میں مستحب غسل حدث اکبر یا حدث اصغر کو برطرف کرنے کے لئے قرار نہیں دئے گئے ہیں بلکہ ان کا مقصد صرف انسان کو بعض عبادتوں کے لئے آمادہ کرنا ہے جیسے احرام کا غسل یا مقدس مقامات میں داخل ہونے کا غسل جیسے مکّہ مکرّمہ یا مدینہ منورہ، اور کبھی غسل کا مستحب ہونا کسی

معیّن زمانے کی فضیلت ہے جس کی وجہ سے اس زمانہ میں غسل کرنا پسندیدہ ہے جیسے جمعہ کا دن یا ماہ رمضان کی شب قدر۔

اور اس کا ذکر لازم ہے کہ وہ غسل جس کا مستحب ہونا ثابت ہے وضو سے کفایت کرے گا اور اسی طرح اگر کسی شخص سے حدث اکبر صادر ہوا ہے تو ایسے کام کے انجام دینے کے لئے جس میں طہارت شرط ہے جیسے نماز اُسی غسل پر اکتفاء کرسکتا ہے کسی اور غسل کا انجام دینا لازم نہیں ہے۔

۳۔ تیمّم

مسئلہ ۴۹۔ سات مقامات پر غسل یا وضو کے بدلے تیمم صحیح ہے:

۱۔ مکلّف کے لئے اس کے وظیفہ کے مطابق وضو یا غسل کے لئے ضروری مقدار میں پانی مہیّا نہ ہو۔

۲۔ پانی موجود ہو لیکن اُسے حاصل نہ کرسکتا ہو خواہ اس حوالہ سے کہ اُسے حاصل کرنے پر قادر نہ ہو (جیسے وہ شخص جو بوڑھاپے یا فالج کی وجہ سے پانی حاصل نہ کرسکتا ہو) یا یہ کہ اُسے حاصل کرنے کے لئے حرام کام کا مرتکب ہونا پڑے (جیسے کہ مباح پانی غصبی برتن میں رکھا ہو اور وضو کے لئے اس برتن کا استعمال کرنے پر مجبور ہو)۔

۳۔ مکلّف کو خوف ہو کہ اگر پانی وضو یا غسل میں استعمال کرے گا تو خود یا دوسرا شخص۔ جو اُس سے وابستہ ہے اور اس کی زندگی کے امور اُس کے لئے اہمیت رکھتے ہوں پیاسا رہے گا اور یہ اُس صورت

میں ہے جب پانی پیاس بجھانے اور طہارت کرنے دونوں کے لئے کافی نہ ہو۔

۴۔ وقت اتنا تنگ ہو کہ وضو یا غسل کرکے پوری نماز پڑھنے کے لئے کافی نہ ہو۔

۵۔ وضو اور غسل کے لئے پانی کا حاصل کرنا یا استعمال کرنا سخت مشقت اور حرج کا باعث ہو اس طرح سے کہ معمولاً قابل تحمل نہ ہو۔

۶۔ وضو یا غسل کے لئے پانی کا استعمال کسی دوسرے واجب سے جس کی اہمیت اُس سے کم نہ ہو ٹکرا رہا ہو (جیسے کہ کسی کا بدن یا لباس نجس ہو اور مختصر پانی موجود ہو کہ اگر اُسے وضو یا غسل میں استعمال کرے تو بدن یا لباس پاک کرنے کے لئے پانی نہیں بچے گا تو اس صورت میں پانی بدن یا لباس کے پاک کرنے میں استعمال کرے اور وضو یا غسل کے بدلے تیمم کر کے نماز پڑھے۔

۷۔ اس بات کا خوف ہو کہ وضو یا غسل کے لئے پانی کا استعمال اس کے لئے نقصان دہ ہوگا جیسے کہ پانی کے استعمال سے کوئی بیماری لاحق ہوجائے گی یا اس کی موجودہ بیماری طول یا شدّت پیدا کرلے گی یا علاج میں دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔

مسئلہ ۵۰۔ تیمم ہر اس چیز پر صحیح ہے جس پر لفظ زمین صادق آتا ہے جیسے خاک، بالو، پتھر وغیرہ اور تیمم کرتے وقت اس میں سے کچھ مقدار ہاتھ میں لگنا چاہئے اس لئے احتیاط لازم کی بنا پر ایسے چکنے پتھر پر تیمم صحیح نہیں ہے جس پر گرد و غبار نہ ہو۔

مسئلہ ۵۱۔ تیمم کرنے کے لئے درج ذیل کاموں کو انجام دیں:

۱۔ دونوں ہاتھ کی ہتھیلی زمین پر مارنا اور احتیاط لازم کی بنا پر دونوں ہاتھ ساتھ میں مارنا۔

۲۔ پیشانی پر سر کے بال اُگنے کی جگہ سے بھؤں سے لیکر ناک کے اوپر تک دونوں ہاتھوں کا پھیرنا اور احتیاط واجب کی بنا پر پیشانی کے دونوں طرف بھی ہاتھ پھیرے۔

۳۔ بائیں ہتھیلی کو دائیں ہاتھ کی تمام پشت پر انگلیوں کے سرے تک پھیرنا۔

۴۔ دائیں ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی تمام پشت پر انگلیوں کے سرے تک پھیرنا۔

مسئلہ ۵۲۔ تیمم میں درجہ ذیل شرطیں ہیں:

۱۔ تیمم کرنے والا شخص مسئلہ ۴۹ کے مطابق غسل یا وضو کرنے سے عذر رکھتا ہو۔

۲۔ خداوند متعال کی اطاعت کی نیت سے تیمم کرے۔

۳۔ جس چیز پر تیمم کر رہا ہے مباح ہو اور ایسی چیز اُس میں مخلوط نہ ہو جس پر تیمم صحیح نہیں ہے جیسے لکڑی کا برادہ وغیرہ۔

۴۔ احتیاط واجب کی بنا پر اعضائے تیمم پر اوپر سے نیچے کی طرف ہاتھ پھیرے۔

۵۔ مکلّف جب تک آخری وقت تک عذر کے برطرف ہونے سے ناامید نہ ہو تیمم نہ کرے اور یہ اس صورت میں ہے جب تیمم نماز یا

ایسے واجب عمل کے لئے ہو جس کا وقت معیّن ہے۔

۶۔ ممکنہ صورت میں مکلّف خود تیمم کے افعال کو انجام دے۔

۷۔ تیمم کے افعال پے در پے اس طرح سے انجام دے کہ اتنا فاصلہ نہ ہو جو عرف میں پے در پے انجام دینے کے خلاف ہو۔

۸۔ پھیرنے والے عضو (دونوں ہتھیلیوں) اور جس پر پھیرا جا رہا ہے (پیشانی اور ہتھیلیوں کی پشت) کے درمیان کوئی شئ حائل نہ ہو۔

۹۔ پیشانی کو دائیں ہاتھ سے پہلے اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ سے پہلے مسح کرے۔

مسئلہ ۵۳۔ جو شخص کسی عذر کی وجہ سے تیمم کر کے نماز پڑھے اور اس کا عذر وقت نماز ختم ہونے سے پہلے یا وقت ختم ہونے کے بعد برطرف ہو جائے تو نماز کا دوبارہ پڑھنا لازم نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۴۔ جس شخص سے حدث اکبر (جیسے جنابت) سرزد ہو جائے اور عذر کی بنا پر تیمم کرے پھر اُس سے حدث اصغر سرزد ہو جائے تو جو تیمم غسل کے بدلے کیا ہے باطل نہیں ہوگا اس لئے ممکنہ صورت میں وضو کرے اگر وضو ممکن نہیں تو وضو کے بدلے تیمم کرے۔

دوسری فصل: خبث سے طہارت

مسئلہ ۵۵۔ نجاسات دس (۱۰) ہیں:

۱ اور ۲۔ پیشاب پاخانہ، انسان اور ہر حرام گوشت جانور کا پیشاب اور

پاخانہ نجس ہے جو خون جہندہ (یعنی اگر اس کی شہ رگ کاٹی جائے تو خون اچھل کر نکلے) رکھتا ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر حرام گوشت جانور جو خون جہندہ نہیں رکھتا اس کا پیشاب بھی نجس ہے۔ البتہ پرندوں کا فضلہ پاک ہے گرچہ حرام گوشت ہی کیوں نہ ہوں۔

۳۔ انسان اور ہر اس حیوان کا مردار جو خون جہندہ رکھتا ہے اور ان کے روح رکھنے والے اجزاء جو مرنے سے پہلے جدا ہو گئے ہوں۔

۴۔ انسان اور خون جہندہ رکھنے والے حیوان کی منی گرچہ احتیاط واجب کی بنا پر حلال گوشت ہی کیوں نہ ہوں۔

۵۔ انسان یا خون جہندہ رکھنے والے حیوان کے بدن سے خارج ہونے والا خون۔

۶اور ۷۔ کتا اور سور جو خشکی پر رہتے ہیں۔

۸۔ شراب اور احتیاط واجب کی بنا پر فقاع (جو کا پانی جو مختصر مستی کا سبب بنتا ہے) بھی اُسی سے ملحق ہے البتہ ان دونوں کا پینا مطلقاً حرام ہے۔

۹۔ احتیاط واجب کی بنا پر کافر مسیحی، یہودی اور زرتشتی کے علاوہ۔

۱۰۔ احتیاط واجب کی بنا پر اُس نجاست خوار حیوان کا پسینہ جس نے انسان کا پاخانہ کھانے کی عادت کر لی ہو۔

مسئلہ ۵۶۔ اگر مذکورہ نجاستوں میں سے کوئی ایک پاک چیز سے ملے اور ان میں سے دونوں یا ایک اس طرح سے تر ہو کہ ایک کی تری دوسرے تک منتقل ہو جائے تو پاک چیز بھی نجس ہو جائے گی لیکن اگر دونوں خشک ہوں یا ان کی

تری اتنی کم ہو کہ دوسرے تک سرایت نہ کرے تو نجاست نجس چیز سے پاک چیز تک منتقل نہیں ہوگی۔

اور اگر متنجّس چیز مذکورہ صفات کے ساتھ کسی پاک چیز سے ملے تو اس پاک چیز تک نجاست منتقل ہو جائے گی مگر یہ کہ عین نجاست اور متنجس چیز کے درمیان تین یا تین سے زیادہ واسطہ پایا جائے۔

مسئلہ ۵۷۔ بارہ چیزیں متنجس چیز کو پاک کرتی ہیں انہیں مطہّرات (پاک کرنے والا) کہا جاتا ہے:

پہلا: پانی

پانی سے مراد وہی رائج پانی ہے کسی بھی منبع سے آئے جیسے نہر، بارش کنواں وغیرہ اور اُسے مطلق پانی بھی کہا جاتا ہے اور اس کے مقابل میں مضاف پانی ہے یعنی ایسا پانی جس میں لفظ پانی کے ساتھ کوئی اور لفظ بھی اضافہ ہو جیسے گلاب کا پانی، انار کا پانی، انگور کا پانی وغیرہ۔

آب مطلق کی دو قسم ہے: معتصم اور غیر معتصم۔

معتصم پانی وہ پانی ہے کہ جو نجس چیز سے ملنے سے نجس نہیں ہوگا مگر یہ کہ نجاست کی وجہ سے اس کا رنگ بو یا مزہ بدل جائے۔

غیر معتصم وہ پانی ہے جو نجس چیز سے ملتے ہی نجس ہو جائے گرچہ رنگ بو یا مزہ نہ بدلے۔

معتصم پانی کی چند قسمیں ہیں:

۱۔ کُر پانی: یعنی وہ پانی جس کی مقدار کُر یا اس سے زیادہ ہو اور کُر کی

مقدار تقریباً ۳۶ بالشت مکعّب (تقریباً ۳۸۶ لیٹر) ہے جیسے وہ پانی جو بڑی ٹنکیوں یا بڑے فلٹروں سے پائپ کے ذریعے گھروں تک لایا جاتا ہے۔

۲۔ کنویں کا پانی

۳۔ آب جاری جیسے نہر، نالوں اور چشموں کا پانی

۴۔ بارش کا پانی بارش ہونے کے دوران

اور غیر معتصم پانی جیسے کنویں کے علاوہ حوض یا برتن، بوٹل میں ٹھہرا ہوا پانی جس کی مقدار کر سے کم ہو اور اصطلاح میں اُسے آب قلیل کہتے ہیں۔

مسئلہ ۵۸۔ ہر متنجس چیز قلیل پانی اور کر پانی سے ایک دفعہ دھونے سے پاک ہوجاتی ہے البتہ قلیل پانی سے دھونے کی صورت میں لازم ہے کہ اُس کا دھووَن جدا کیا جائے مگر اس حکم سے چند مقامات کو استثناء کیا گیا ہے:

۱۔ ایسا برتن جو شراب سے نجس ہوا ہو جیسے شراب کی بوٹل یا گلاس کہ اُسے پاک کرنے کے لئے تین دفعہ دھونا لازم ہے۔

۲۔ جس برتن میں صحرائی چوہا مرجائے یا سور اس سے کوئی سیّال چیز پیئے یا اس کے اندرونی حصّے کو چاٹے تو اُسے پاک کرنے کے لئے سات دفعہ پانی سے دھونا لازم ہے۔

۳۔ جس برتن سے کتا سیّال چیز پی لے یا اُسے زبان سے چاٹے تو اُسے پاک کرنے کے لئے پہلے پاک مٹی سے دو دفعہ ماجنا اور پھر اُسے دو دفعہ پانی سے دھونا لازم ہے اور اگر کتّے کا لعاب پسینہ پیشاب یا دوسری فضولات برتن کے اندرونی حصّے سے لگ جائیں

یا کتے کے بدن کا دوسرا حصہ جیسے پیر رطوبت کے ساتھ برتن کے اندرونی حصے سے لگ جائے تو احتیاط یہ ہے کہ پہلے مٹی سے ماجا جائے پھر تین مرتبہ اُسے پانی سے دھوئیں۔

۴۔ ایسا دودھ پینے والا بچہ جو کھانا نہیں کھاتا اگر اُس کے پیشاب سے کوئی چیز نجس ہوجائے تو اُسے پاک کرنے کے لئے اگر اتنا پانی اس پر ڈال دیا جائے کہ تمام نجس جگہ پہونچ جائے تو کافی ہوگا اور مزید دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔

۵۔ اگر بدن یا لباس پیشاب (بچے کے پیشاب کے علاوہ) سے نجس ہوجائے تو اُسے پاک کرنے کے لئے جاری پانی سے ایک دفعہ دھونا کافی ہے اور اگر قلیل پانی سے دھو رہے ہیں تو دو دفعہ دھونا لازم ہے اور اسی طرح احتیاط واجب کی بنا پر کر پانی سے بھی دو دفعہ پاک کرنا لازم ہے۔

۶۔ برتن کا اندرونی حصّہ اگر شراب یا کتّے اور سور کے ذریعے سیّال چیز پینے یا کتے کے چاٹنے یا صحرائی چوہے کے مرنے کے علاوہ کسی اور چیز سے نجس ہوجائے تو قلیل پانی سے پاک کرنے کے لئے تین مرتبہ دھونا لازم ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر کر، جاری یا بارش کے پانی سے دھونے میں بھی یہی حکم ہے۔

دوسرا: سورج

زمین اور ہر وہ چیز جو زمین پر ثابت ہے جیسے عمارتیں، دیواریں سورج

سے پاک ہوجائیں گی لیکن احتیاط واجب کی بنا پر وہ چیزیں جو زمین پر تکیہ کئے ہوئے ہیں جیسے درخت، درخت کی پتی، پھل، گھاس پھوس، کھڑکی دروازے، کیلیں اور لکڑیاں جو گھروں میں استعمال ہوتی ہیں پاک نہیں ہونگی۔

اور سورج سے پاک ہونے میں (عین نجاست برطرف ہونا اور متنجس چیز کے تر ہونے کے علاوہ) لازم ہے کہ سوکھنا سورج سے منسوب ہو۔

تیسرا: عین نجاست کا برطرف ہونا

یہ مطہّر دو مقام پر ہے:

۱۔ اگر جانور کا بدن عین نجاست جیسے خون پیشاب یا پاخانہ وغیرہ سے نجس ہوجائے تو اُسے پاک ہونے کے لئے عین نجاست کا زائل ہونا کافی ہے دھونا لازم نہیں ہے۔

۲۔ منہ، ناک، کان اور آنکھ کے اندرونی حصّے جسے باطنِ غیر محض کہا جاتا ہے۔عین نجاست کے زائل ہونے سے پاک ہوجاتا ہے۔

چوتھا: زمین

پیر اور جوتے کا تلوا پاک اور خشک زمین پر چلنے یا کھینچنے سے پاک ہوجائے گا بشرطیکہ عین نجاست چلنے کھینچنے کے ذریعے برطرف ہو اور اُسے برطرف کرنے میں کسی دوسری چیز کا سہارا نہ لیا ہو اور اسی طرح احتیاط واجب کی بنا پر پیر یا جوتے کا تلوا صرف اس صورت میں چلنے یا کھینچنے سے پاک ہوگا جب نجاست زمین سے پیر یا جوتے کے تلوے میں لگی ہو۔

پانچواں: تبعیت

اس مطہّر کے کچھ مقامات ہیں جیسے:

۱۔ اُس شراب کا برتن جو خود بخود سِرکہ میں تبدیل ہوگیا ہو شراب کی طہارت کی تبعیت میں جو کہ انقلاب سے حاصل ہوتی ہے برتن بھی پاک ہوجائے گا۔

۲۔ جو شخص متنجس لباس کو قلیل پانی سے دھو رہا ہو لباس کی طہارت کی تبعیت میں اس کا ہاتھ بھی پاک ہوجائے گا۔

چھٹا: مسلمان ہونا

وہ کافر جو نجاست کا حکم رکھتا ہے اسلام لانے سے پاک ہوجائے گا۔

ساتوں: مسلمان کا غائب ہونا

بدن لباس یا کوئی اور چیز جو بالغ مسلمان یا ممیز بچے کے اختیار میں ہے نجس ہوجائے اور پھر وہ شخص غائب ہوجائے چنانچہ امکان ہو کہ اس نے نجس کو پاک کیا ہوگا اُس پر طہارت کا حکم جاری ہوگا۔

آٹھواں: انتقال

انسان کے بدن کا خون ایسے جانور کے بدن میں منتقل ہوجائے جو عرف میں خون نہ رکھنے والے جانور کہلاتے ہیں جیسے مچھر چونٹی، پس اگر وہ جانور

انسان کا خون چُوسے اور خون اس کے بدن میں پہونچ جائے پھر اُسے مار دیا جائے تو اس کا خون پاک ہے۔

نواں: استحالہ

استحالہ سے مراد یہ ہے کہ نجس چیز کی حقیقت اس طرح تبدیل ہوجائے کہ دوسری شکل اختیار کرلے لیکن اگر اُس کی جنس نہ بدلے بلکہ اسم یا صفت بدل جائے یا اجزاء پراگندہ ہوجائیں تو پاک نہیں ہوگی مثلاً اگر نجس لکڑی جل کر راکھ ہوجائے تو استحالہ حاصل ہوجائے گا۔ اور وہ پاک شمار ہوگی۔

دسواں: ذبح شدہ جانور سے خون کا خارج ہونا:

اگر حلال گوشت جانور کو شرعی دستور کے مطابق ذبح کیا جائے اور خون معمول کے مطابق اُس کے بدن سے خارج ہوجائے تو جو اُس کے بدن میں باقی رہے گا وہ پاک ہے۔

گیارھواں: انقلاب

اگر شراب خود بخود یا کسی چیز کے ملانے (جیسے سرکہ اور نمک) سے سرکہ میں تبدیل ہوجائے تو پاک ہوجائے گی۔

بارھواں: استبراء

نجاست کھانے والے حیوان کا استبراء:

اگر نجاست کھانے والے حیوان کو ایک مدّت تک انسانی نجاست نہ کھانے دیں اس طرح کہ عرف میں اُسے نجاست کھانے والا جانور نہ کہا جائے تو اُس کا پسینہ، پیشاب، پاخانہ پاک ہوجائے گا۔

❁❁❁

نماز کے احکام

نماز دین کے ارکان میں سے ایک رُکن ہے جس پر اسلام کی بنا رکھی گئی ہے، خداوند متعال ارشاد فرماتا ہے: اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتۡ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا○ بیشک نماز معیّن اوقات میں مومنوں پر واجب کی گئی ہے۔

اور پیغمبر گرامی اسلام ﷺ سے حدیث منقول ہے کہ (لِکُلِّ شَیۡءٍ وَجۡہٌ وَوَجۡہُ دِیۡنِکُمُ الصَّلَاۃُ) ہر چیز کے لئے ایک چیز اور نشانی ہے اور تمہارے دین کا چہرہ نماز ہے اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا: (لَا یَنَالُ شَفَاعَتِیۡ مَنِ اسۡتَخَفَّ بِصَلَاتِہٖ) جو اپنی نماز کو سُبک شمار کرے اُسے میری شفاعت نصیب نہیں ہوگی۔

واجب نمازوں میں سب سے اہم پنجگانہ واجب نمازیں ہیں:

۱۔نماز صبح دو رکعت

۲۔نماز ظہر چار رکعت

۳۔نماز عصر چار رکعت

۴۔نماز مغرب تین رکعت

۵۔نماز عشاء چار رکعت

کچھ خاص شرائط میں چار رکعتی نماز سفر میں یا خوف کے وقت قصر پڑھی

جائے گی۔

مسئلہ ۵۹۔ روزانہ چونتیس (۳۴) رکعت نافلہ بجالانا مستحب ہے جو درج ذیل ہیں:

۱۔ آٹھ رکعت نماز ظہر سے پہلے

۲۔ آٹھ رکعت نماز عصر سے پہلے

۳۔ چار رکعت نماز مغرب کے بعد

۴۔ دو رکعت نماز عشاء کے بعد جو احتیاط واجب کی بنا پر بیٹھ کر پڑھی جائے گی اور ایک رکعت شمار ہوگی۔

۵۔ آٹھ رکعت نماز شب اس کا وقت ابتداء شب سے شروع ہوجاتا ہے اس معنی میں کہ اگر نماز عشاء کے بعد پڑھی جائے تو وقت میں واقع ہوگی بہتر ہے کہ طلوع فجر (اذان صبح) سے پہلے پڑھی جائے۔

۶۔ نماز شب کے بعد دو رکعت نماز شفع

۷۔ نماز شفع کے بعد ایک رکعت نماز وتر

۸۔ نماز صبح سے پہلے دو رکعت

نماز وتر کے علاوہ جو کہ ایک رکعتی ہے باقی نافلہ نمازیں دو دو رکعت پڑھی جائیں گی۔

مسئلہ ۶۰۔ صبح کی نماز کا وقت طلوع فجر صادِق (اذان صبح) سے سورج نکلنے تک رہتا ہے اور ظہر عصر کی نماز کا وقت زوالِ آفتاب سے غروب تک رہتا ہے، ظہر کی نماز عصر کی نماز سے پہلے پڑھی جائے گی، زوال سورج نکلنے اور ڈوبنے کے درمیانی حصّے میں ہوتا ہے۔ مغرب اور عشاء کی نماز کا وقت مختار شخص

کے لئے آدھی رات تک رہتا ہے۔(غروب آفتاب اور طلوع فجر کے درمیانی حصے کو نیمۂ شب یعنی آدھی رات کہتے ہیں۔)

اور اگر مکلّف اپنے اختیار سے مغرب اور عشاء کی نماز آدھی رات تک نہ پڑھے تو احتیاط واجب کی بنا پر طلوع فجر سے پہلے ادا اور قضاء کی نیت سے بجالائے اور دونوں صورت میں نماز مغرب عشاء سے پہلے پڑھے گا۔

مسئلہ ٦١۔مکلّف پر لازم ہے کہ اپنی واجب نماز رو بہ قبلہ ہو کر پڑھے اور قبلہ سے مراد وہ جگہ ہے جس میں خانہ کعبہ قرار پایا ہے اور اگر مستحب نماز راستہ چلتے یا سواری کی حالت میں پڑھے تو رو بہ قبلہ ہونا لازم نہیں ہے لیکن ان دو صورتوں کے علاوہ احتیاط واجب کی بنا پر رو بہ قبلہ ہونا لازم ہے۔

مسئلہ ٦٢۔اگر مکلّف یہ اطمینان رکھتا ہو کہ قبلہ کسی خاص جہت میں ہے اور اس طرف نماز پڑھ لے پھر معلوم ہو کہ قبلہ کسی اور سمت تھا تو اگر ۹۰ درجہ سے کم دائیں یا بائیں طرف منحرف رہا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر اس درجہ سے زیادہ منحرف رہا ہو یا پشت بہ قبلہ نماز پڑھی ہو تو اگر نماز کا وقت ختم نہ ہوا ہو تو نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی اور اگر وقت گزر گیا ہو تو اس کی قضاء بجالانا لازم نہیں ہے۔

مسئلہ ٦٣۔نماز کے شرائط میں اعضاء بدن یہاں تک کہ بال اور ناخن کا پاک ہونا ہے اور اسی طرح لازم ہے کہ نمازی کا لباس بھی پاک ہو لیکن چھوٹے لباس جس سے انسانی شرمگاہ چھپ نہ سکتی ہو۔ پاک ہونا لازم نہیں ہے جیسے موزہ، ٹوپی وغیرہ بشرطیکہ بنابر احتیاط واجب نجس مردار یا نجس العین حیوان جیسے کتّے سے نہ بنا ہو اور نماز کی حالت میں متنجس چیز کا ساتھ رکھنا مثلاً اُسے جیب میں رکھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ٦٤۔اگر بدن یا لباس میں زخم یا پھوڑے کا خون لگا ہوا ہو تو جب تک صحیح نہ ہوجائے اس کے ساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں لیکن زخم قابل توجہ ہونا چاہئے اگر معمولی زخم ہو تو پاک کرنا لازم ہے۔

مسئلہ ٦٥۔اگر کسی کا بدن یا لباس خون سے آلودہ ہوجائے اور اس کی مقدار ہاتھ کے انگوٹھے کی اوپری گرہ کی مقدار سے کم ہو تو اس میں نماز صحیح ہے البتہ یہ حکم کچھ موارد میں استثناء ہے از جملہ خون حیض اور احتیاط واجب کی بنا پر اسی طرح ہے نجس العین کا مردار، حرام گوشت جانور نفاس اور استحاضہ کا خون۔

مسئلہ ٦٦۔اگر کسی شخص کو اس کے بدن یا لباس کے نجس ہونے کی اطلاع نہ ہو اور اس میں نماز پڑھ لے اور نماز کے بعد معلوم ہو کہ نجس تھا تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر نماز سے پہلے اس کی نجاست میں شک ہو اور چھان بین کئے بغیر اس لباس میں نماز پڑھ لے اور نماز بعد متوجہ ہو کہ لباس نجس تھا تو نماز کا اعادہ کرنا ہوگا اور اگر نماز کے دوران بدن یا لباس میں کسی نجاست کے لگے ہونے کا علم ہو اور معلوم ہو کہ یہ نجاست نماز سے پہلے لگی ہے تو اس صورت میں اگر نماز کو اعادہ کرنے کے لئے لازم مقدار میں وقت ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر نماز کا اعادہ کرے۔

اور اگر اعادہ کے لئے وقت کافی نہ ہو یہاں تک کہ ایک رکعت بھی نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو چنانچہ نماز میں مبطلات نماز انجام دئے بغیر نجاست کو برطرف کر سکتا ہو تو لازم ہے برطرف کرے اور نماز کو مکمّل کرے ورنہ اُسی حالت میں نماز مکمل کرے اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ٦٧۔اگر مکلّف کو معلوم ہو کہ اس کا بدن یا لباس نجس ہے لیکن اس کی

پرواہ نہ کرے اور بھول کر نماز پڑھ لے تو احتیاط واجب کی بنا پر لازم ہے کہ نماز کا اعادہ کرلے۔

مسئلہ ۶۸۔ نماز میں حدث اصغر اور حدث اکبر سے پاک ہونا لازم ہے جیسا کہ طہارت کے احکام میں بیان ہوا۔

مسئلہ ۶۹۔ نماز پڑھنے کی جگہ مباح ہونی چاہئے اور احتیاط واجب کی بنا پر غصبی جگہ پر نماز صحیح نہیں ہے اور اگر غصبی فرش مباح زمین پر ہو یا برعکس مباح فرش غصبی زمین پر ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس پر نماز صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۰۔ اگر کسی چیز پر خمس واجب ہو اور اس کا مالک اس چیز کا خمس ادا نہ کرے تو وہ غصبی مال کے حکم میں ہے پس جب تک اس کا خمس ادا نہ کیا جائے نماز اور کسی بھی طرح کا استعمال جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۱۔ سجدے میں پیشانی رکھنے کی جگہ پاک ہونی چاہئے لیکن دوسرے اعضاء سجدہ رکھنے کی جگہ کا پاک ہونا لازم نہیں ہے البتہ یہ اس صورت میں ہے جب نجاست نمازی کے بدن یا لباس میں سرایت نہ کرے۔

مسئلہ ۷۲۔ اگر مرد اور عورت ایک جگہ نماز پڑھ رہے ہوں تو احتیاط واجب کی بنا پر عورت مرد کے برابر میں یا اس کے آگے کھڑی نہ ہو بلکہ لازم ہے کہ عورت مرد کے کم از کم اتنا پیچھے کھڑی ہو کہ اس کے سجدہ کرنے کی جگہ مرد کے دوزانو کے برابر ہو یا یہ کہ ان کے درمیان کوئی حائل جیسے دیوار وغیرہ موجود ہو یا ان دونوں کے درمیان دس ذراع (تقریباً ساڑھے چار میٹر) سے زیادہ فاصلہ ہو۔

مسئلہ ۷۳۔ مکلّف پر لازم ہے کہ نماز کی حالت میں اپنی شرمگاہ کو

چھپائے مرد کی شرمگاہ جو نماز میں چھپانا لازم ہے، دونوں خصیے اور پاخانہ کا مقام ہے اور عورت کی شرمگاہ نماز کی حالت میں تین مقام کے علاوہ اس کا پورا بدن ہے۔

۱۔ چہرہ کی اتنی مقدار جو اسکارف وغیرہ سے نہیں چھپتا بشرطیکہ اسکارف کو گردن میں لپیٹا ہو۔
۲۔ ہاتھ گٹّے سے لیکر انگلیوں کے سرے تک۔
۳۔ پیر کے ٹخنے سے لیکر انگلیوں کے سرے تک (بشرطیکہ نامحرم موجود نہ ہو)

مسئلہ ۷۴۔ اگر نماز کی حالت میں متوجہ ہو کہ شرمگاہ کھلی ہوئی ہے تو لازم ہے کہ فوراً اُسے چھپائے اس کی نماز صحیح ہے اور اگر نماز مکمّل ہونے کے بعد اس بات کا علم ہو تو نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۷۵۔ نمازی کے لباس کے لئے درجہ ذیل شرطیں ہیں:

۱۔ پاک ہو جیسا کہ بیان ہوا۔
۲۔ جو لباس شرمگاہ کو چھپائے ہوئے ہے احتیاط واجب کی بنا پر مباح ہو۔
۳۔ وہ لباس جو شرمگاہ کو چھپانے کے لئے کافی ہے مردار کے روح رکھنے والے اجزاء سے نہیں ہونا چاہئے جیسے ایسے جانور کی کھال جسے غیر شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے۔
۴۔ درندے کے اجزاء سے نہ ہو جیسے لومڑی بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر حرام گوشت جانور کے اجزاء سے نہ ہو جیسے خرگوش، بلّی البتہ یہ شرط

نمازی کے اس لباس سے مخصوص ہے جو شرمگاہ کو چھپانے کے لئے کافی ہو اس کے علاوہ اگر ہے تو اس شرط میں شامل نہیں ہوگا۔

۵۔ مرد نمازی کا لباس جو شرمگاہ کے چھپانے کے لئے کافی ہو طبیعی ابریشم کا نہ ہو۔

۶۔ مرد نمازی کا لباس خالص یا نا خالص سونے کا نہ ہو اور اسی طرح سونے کے زیورات چین انگوٹھی پہننے سے نماز باطل ہو جائے گی۔

مسئلہ ۷۴۔ مرد کے لئے سونے اور خالص آبریشم کا لباس پہننا ہمیشہ حرام ہے یہاں تک کہ نماز کے علاوہ بھی حرام ہے بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر مرد کبھی بھی سونے کا استعمال زینت کے طور پر نہ کرے۔

اذان اور اقامت

مسئلہ ۷۷۔ مستحب ہے نمازی پنجگانہ نماز سے پہلے اذان کہے اس کی کیفیت درجہ ذیل ہے:

اذان

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ   اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ   اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ   حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ   حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ

حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ   حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ   لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت اور امیر المومنین ہونے کی گواہی دینا بذات خود مستحب ہے اور پیغمبر اکرمؐ کی رسالت کی گواہی کے لئے تکمیل کنندہ ہے لیکن جزو اذان نہیں ہے اس لئے سزاوار ہے کہ جزئیت کا قصد کئے بغیر اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے بعد قربت کی نیت سے (اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیُّ اللّٰہِ) کہا جائے۔

مسئلہ ۷۸۔ مستحب ہے اذان کے بعد پنجگانہ نماز سے پہلے اقامت کہی جائے اور اس کی کیفیت درجہ ذیل ہے:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ   اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ   حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ   حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ

حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ   حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ

قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ   قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت اور امیر المومنین ہونے کی گواہی دینا بذات

خود مستحب ہے اور پیغمبر اکرمؐ کی رسالت کی گواہی کے لئے تکمیل کنندہ ہے لیکن جزو اذان نہیں ہے اس لئے سزاوار ہے کہ جزئیت کا قصد کئے بغیر اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ کے بعد قربت کی نیت سے کہے (اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيُّ اللهِ)

نماز کے اجزاء اور واجبات

اجزائے نماز درجہ ذیل ہیں:

۱۔ نیت: اس معنی میں ہے کہ انسان خداوند متعال کی بارگاہ میں خضوع اور اظہار بندگی کی غرض سے نماز بجالائے، نیت کا زبان پر لانا لازم نہیں ہے کیونکہ نیت دل کا عمل ہے۔ زبانی عمل نہیں ہے۔

۲۔ تکبیرۃ الاحرام: یعنی ہر نماز کے شروع میں (اللہ اکبر) کہنا نمازی پر لازم ہے کہ ان دو کلمے کو صحیح عربی میں زبان پر جاری کرے اس لئے اگر اُس میں ایک حرف کا اضافہ کر دے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔

مسئلہ ۷۹۔ تکبیرۃ الاحرام کہتے وقت نمازی پورے طور پر کھڑا ہو اور بدن میں حرکت نہ ہو احتیاط لازم کی بنا پر مستقل ہو یعنی کسی چیز پر جیسے عصاء دیوار پر ٹیکا نہ دے۔

مسئلہ ۸۰۔ اگر نمازی کسی بھی طرح کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا تو لازم ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور اگر بیٹھ کر بھی نہیں پڑھ سکتا تو دائیں یا بائیں پہلو اس طرح سے سوئے کہ بدن کا اگلا حصّہ رو بہ قبلہ ہو اور اسی حالت میں نماز پڑھے

البتہ اگر دائیں پہلو پر نماز پڑھ سکتا ہو تو احتیاط واجب ہے کہ بائیں پہلو ہو کر نہ پڑھے اور اگر یہ دونوں ممکن نہ ہو تو پیٹھ کے بل اس طرح سے سوئے کہ اس کے پیر کے تلوے قبلہ رخ ہوں اور اس حالت میں نماز پڑھے۔

۳۔ قرائت: نمازی پہلی اور دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے سورہ حمد پڑھے اور احتیاط واجب کی بنا پر سورہ حمد کے بعد ایک دوسرا کامل سورہ پڑھے البتہ بعض ضرورت کے وقت جیسے بیماری، یا جلدی یا وقت کی تنگی کی وجہ جائز ہے کہ صرف سورہ حمد پر اکتفاء کرے دوسرا سورہ نہ پڑھے۔

مسئلہ ۸۱۔ نمازی کے لئے لازم ہے کہ نماز کی قرائت صحیح طریقے سے اس طرح بجالائے کہ حروف اور حرکت میں غلطی نہ کرے اور جو شخص نماز کی قرائت صحیح نہیں کر سکتا اس کا شرعی فریضہ ہے کہ سیکھے اور اگر کسی عذر جیسے بڑھاپے وغیرہ کی وجہ سے صحیح نہیں کر سکتا تو اُسی قرائت پر اکتفاء کرے۔

مسئلہ ۸۲۔ مرد صبح، مغرب اور عشاء کی نماز میں احتیاط واجب کی بنا پر حمد اور سورہ بلند آواز سے پڑھے اور ظہر اور عصر کی نماز میں آہستہ پڑھے اور عورت پر کسی بھی نماز میں حمد و سورہ بلند آواز سے پڑھنا لازم نہیں ہے البتہ نماز ظہر اور عصر میں احتیاط واجب کی بنا پر آہستہ پڑھے اور نماز کے باقی ذکر میں مرد اور عورت کو اختیار ہے کہ بلند آواز سے پڑھیں یا آہستہ پڑھیں البتہ تسبیحات اربعہ کا حکم مختلف ہے جو بعد میں آئے گا۔

مسئلہ ۸۳۔ اگر نمازی جس جگہ پر بلند آواز سے پڑھنا ہے آہستہ پڑھے اور جس جگہ پر آہستہ پڑھنا ہے بلند آواز سے پڑھے چنانچہ اگر بھول یا مسئلہ نا جاننے کی وجہ سے ایسا کرے تو اس کی نماز صحیح ہے پس اگر قرائت کے دوران

اپنی غلطی کی طرف متوجہ یا یہ کہ مسئلہ کا علم ہو جائے تو اس کی نماز صحیح ہے اس کے بعد اپنے فریضے پر عمل کرے۔

مسئلہ ۸۴۔ نمازی تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیحات اربعہ یا سورہ حمد پڑھ سکتا ہے تسبیحات اربعہ میں ایک دفعہ (سُبْحَانَ اللهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَ اللهُ أَكْبَر) کہنا کافی ہے، البتہ بہتر ہے کہ تین دفعہ کہے اور اسی طرح بہتر ہے کہ تسبیحات کے بعد استغفار کرے۔

اور احتیاط واجب کی بنا پر نمازی تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیحات اربعہ آہستہ پڑھے اور اگر سورۂ حمد پڑھے تو صرف (بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ) بلند آواز سے پڑھ سکتا ہے مگر یہ کہ نماز جماعت میں امام کی اقتداء کی تو اس صورت میں احتیاط واجب کی بنا پر (بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ) بلند آواز سے نہ پڑھے۔

مسئلہ ۸۵۔ تکبیرۃ الاحرام میں جو شرطیں ذکر کی گئیں من جملہ کھڑے ہونا، ثابت اور مستقل ہونا تسبیحات اربعہ پڑھتے وقت بھی ان کی رعایت لازم ہے۔

۴۔ رکوع: رکوع کے واجبات درجہ ذیل ہیں:

پہلا: اتنی مقدار میں جھکنا کہ انگلیوں کا سرا از جملہ انگوٹھے کا سرا زانو پر رکھ سکے اور عورتوں کے لئے اس مقدار جھکنا احتیاط واجب ہے۔

دوسرا: رکوع سے پہلے قیام اس ترتیب سے کہ شخص کھڑے ہونے کی حالت سے رکوع میں جائے اور جو شخص کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا تو اس کے لئے بیٹھ کر رکوع کرنا کافی ہے۔

تیسرا: ذکر رکوع، کافی ہے تین مرتبہ کہے (سبحان اللہ) یا ایک مرتبہ کہے

(سبحان ربی العظیم بحمدہ) اور رکوع میں واجب ذکر پڑھنے کی مقدار بدن میں ٹھہراؤ لازم ہے اور اسی طرح احتیاط واجب کی بنا پر سر رکوع سے اٹھانے سے پہلے بدن میں ٹھہراؤ ہونا چاہئے گرچہ واجب ذکر نہ پڑھ رہا ہو۔

چوتھا: رکوع کے بعد قیام اور اس میں شرط ہے کہ نمازی سیدھا کھڑا ہو اور احتیاط واجب کی بنا پر بدن میں ٹھہراؤ ہو۔

۵۔ سجدہ: نمازی ہر رکعت میں دو سجدے بجالائے اور اس میں چند چیزیں شرط ہیں:

پہلی: بدن کے ساتوں اعضاء کا زمین پر رکھنا یعنی پیشانی دونوں ہاتھ کی ہتھیلی، دو زانو اور دونوں پیر کے انگوٹھے۔

مسئلہ ۸۶۔ سجدے میں پیشانی کا کچھ حصّہ سجدہ گاہ پر رکھنا کافی ہے جس سے عرف میں سجدہ صادق آئے گرچہ ایک گرہ سے کم ہو اور احتیاط واجب کی بنا پر ہتھیلی امکان کی صورت میں معمول کی مقدار پوری رکھے اور زانوں کی کچھ مقدار اگر زمین پر رکھے تو کافی ہے اور احتیاط مستحب کی بنا پر پیر کے دونوں انگوٹھے کے سرے کو زمین پر رکھے گرچہ انگوٹھے کا پچھلا حصّہ یا سامنے کا حصّہ رکھنا بھی کافی ہے۔

دوسری: سجدے میں پیشانی رکھنے کی جگہ نمازی کے زانو اور انگوٹھا رکھنے کی جگہ چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ اونچی یا نیچی نہیں ہونا چاہئے۔

تیسری: سجدے میں پیشانی رکھنے کی جگہ زمین یا گیاہ (گھاس پھوس جو کھائی نہ جاتی) ہونا چاہئے اور ایسے کاغذ پر بھی سجدہ صحیح ہے جس کے بارے میں علم ہو کہ لکڑی، روئی یا کاٹن سے بنا ہوا ان کے علاوہ اگر کاغذ ایسی چیزوں سے

بنا ہو جس پر سجدہ صحیح نہیں ہے تو اس پر سجدہ نہیں کر سکتے ہیں۔

چوتھی: سجدے میں پیشانی رکھنے کی جگہ میں ٹھہراو ہونا چاہئے اس میں حرکت نہیں ہونا چاہئے اس لئے پتلی گیلی مٹی یا نرم خاک جس پر پیشانی ٹھہر نہ سکے۔ اس پر سجدہ صحیح نہیں ہے۔

پانچویں: سجدے میں پیشانی رکھنے کی جگہ پاک اور مباح ہونا چاہئے جیسا کہ مسئلہ نمبر ۱۷ میں بیان ہوا۔

چھٹی: سجدے میں ذکر پڑھنا لازم ہے اور کافی ہے کہ تین مرتبہ (سبحان اللہ) کہے یا ایک مرتبہ (سبحان ربی العظیم و بحمدہ) کہے اور نمازی پر لازم ہے کہ سجدے میں واجب ذکر پڑھنے کے لئے تھوڑا ٹھہرے جیسا کہ رکوع کے مسئلے میں بیان کیا گیا۔

ساتویں: دونوں سجدے کے درمیان بیٹھنا واجب ہے اور اسی طرح دوسرے سجدے کے بعد بیٹھنا بھی احتیاط واجب کی بنا پر لازم ہے۔

۶۔ تشہد: تمام نمازوں کی دوسری رکعت میں اور اسی طرح نماز مغرب کی تیسری رکعت اور ظہر و عصر اور عشاء کی چوتھی رکعت میں تشہد پڑھنا واجب ہے تشہد میں کافی ہے (اَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَاَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ)

مسئلہ ۸۷۔ تشہد کا ذکر صحیح پڑھنا لازم ہے اور ممکنہ صورت میں تشہد بیٹھ کر پڑھے اور نمازی کا بدن تشہد پڑھتے وقت بے حرکت ہونا چاہئے۔

۷۔ سلام: ہر نماز کے آخر میں سلام پڑھنا واجب ہے اور نمازی پر لازم ہے کہ سلام کو تشہد کی طرح صحیح اور بیٹھ کر پڑھے اور پڑھتے وقت بدن بے حرکت

ہو اور سلام کے لئے کافی ہے کہ کہے (السلام علیکم) لیکن بہتر اور احتیاط مستحب کے مطابق ہے کہ کہے: (اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ)

۸۔ ترتیب اور موالات: نمازی واجبات نماز کو گزشتہ بیان کی گئی ترتیب سے انجام دے اور نماز کے اجزاء میں موالات (پے در پے) کی رعایت کرے، نماز کے ایک جز سے دوسرے جز کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ دے اس طرح سے کہ عرف میں ان تمام افعال کو نماز کہا جائے، البتہ رکوع اور سجود کا طولانی کرنا مستحب ذکر کا زیادہ کہنا یا طولانی سورہ کا پڑھنا موالات میں مخل واقع نہیں ہوگا۔

۹۔ قنوت: نمازی کے لئے مستحب ہے کہ پنجگانہ تمام نمازوں میں ایک مرتبہ قنوت پڑھے اور اس کا محل دوسری رکعت کے رکوع سے پہلے ہے، قنوت میں کسی معیّن ذکر کا پڑھنا لازم نہیں ہے، قنوت کے ذکر کے بعد جیسے صلوات اردو زبان میں بھی دعا کر سکتا ہے، اور بہتر ہے کہ نمازی قنوت میں خداوند متعال کی حمد، پیغمبر اسلام اور ان کی آل پر صلوات خود اور مومنین کے لئے دعا کرنا ان تمام امور کو جمع کرے۔

مبطلات نماز

(نماز کو باطل کرنے والی چیزیں)

مسئلہ ۸۸۔ مبطلات نماز درجہ ذیل ہیں:

۱۔ نماز کے اجزاء اور شرائط میں کسی ایک کا نہ ہونا جیسا کہ گزشتہ مسائل میں بیان ہوا۔

۲۔ نمازی سے نماز کے دوران مبطلات وضو میں کسی ایک کا سرزد ہونا۔

۳۔ نمازی حالت قیام میں دونوں ہاتھوں کو خشوع اور خضوع کی نیت سے باندھے۔

۴۔ نمازی بغیر عذر قبلہ سے رخ پھیرلے۔لیکن اگر اس کام میں عذر رکھتا ہو مثلاً بھول جانے کی وجہ سے قبلہ سے رخ پھیر لے یا کسی طاقتور چیز کی وجہ سے جیسے تیز ہوا اس کا بدن بے اختیار قبلہ سے منحرف ہو جائے تو اس صورت میں چنانچہ قبلہ سے انحراف دائیں بائیں طرف ۹۰ درجے سے کم ہو تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی لیکن اگر اس مقدار سے زیادہ ہو تو نماز کا اعادہ کرے گا۔

۵۔ نمازی جان بوجھ کر نماز میں کلام کرے، پس اگر ایسا کلام ہو جو لغت میں معنی رکھتا ہے تو اس کی نماز باطل ہے گرچہ ایک حرف سے بنا ہو جیسے (ق) کہ عربی زبان میں (حفاظت کر) کے معنی میں ہے اور اگر ایسا کلام کرے جو کوئی معنی نہیں رکھتا اس صورت میں اگر دو یا اس سے زیادہ حروف سے بنا ہو تو اس کی نماز احتیاط واجب کی بنا پر باطل ہے۔البتہ اس حکم سے ایک مقام استثناء ہے اور یہ اس وقت ہے جب کوئی شخص نمازی کو سلام کرے تو اس صورت میں جواب میں دینا واجب ہے لیکن توجہ رہے کہ جواب سلام کی طرح ہو مثلاً اگر کوئی شخص سلام علیکم کہے اس کے جواب میں فقط (سلام علیکم) کہے۔

۶۔ نمازی حالت نماز میں جان بوجھ کر قہقہہ لگائے اور قہقہے سے مراد بلند آواز سے اس طرح ہنسنا ہے کہ آواز کو گلے میں کھینچے اور گھمائے۔

۷۔ نمازی حالت نماز میں جان بوجھ کر آواز کے ساتھ روئے اور اگر بغیر آواز کے روئے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے البتہ یہ حکم اس صورت میں ہے جب دینوی کام کے لئے روئے لیکن اگر آخرت کے لئے روئے تو اس کی نماز صحیح ہے جیسے کہ خداوند متعال کے مقابل میں خشوع اور خضوع یا اس کے عذاب کے خوف یا بہشت میں جانے کے شوق میں روئے۔

۸۔ نمازی ایسا کام انجام دے کہ نماز کی شکل خراب ہو جائے من جملہ کھانا، پینا بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر نماز میں کھانے پینے سے ہر صورت میں پرہیز کرے گرچہ نماز کی شکل خراب نہ بھی ہو ہاں اگر نماز کے دوران جو کھانا دانتوں میں پھنسا ہوا ہے اُسے اندر لے جائے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی اور نیز اگر تھوڑی شکر یا اس جیسی چیز منھ میں رہ گئی ہو اور نماز میں آہستہ آہستہ پگھل کر اندر چلی جائے تو حرج نہیں ہے۔

۹۔ اگر ماموم تقیہ کے علاوہ نماز جماعت میں جان بوجھ کر سورہ حمد کے بعد (آمین) کہے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی اور اگر غیر ماموم جان بوجھ کر کہے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔

۱۰۔ نماز کی رکعتوں کی تعداد میں شک جس کی تفصیل آیندہ مسائل میں بیان ہوگی۔

۱۱۔ نمازی جان بوجھ کر نماز میں کسی چیز کا اضافہ کرے یا کم کرے خواہ وہ اضافہ کی جانے والی چیز کوئی فعل ہو یا قول ہو لیکن نماز میں ذکر، دعا اور

قرآن پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

نماز میں شک

مسئلہ ۸۹۔ اگر کوئی شخص نماز کا وقت گزر جانے کے بعد شک کرے نماز پڑھی ہے یا نہیں تو اپنے شک کی پرواہ نہ کرے اور اسی طرح اگر کوئی شخص نماز پڑھنے کے بعد شک کرے کہ اس کی نماز صحیح تھی یا نہیں تو اس صورت میں بھی اپنے شک کی پرواہ نہ کرے۔

مسئلہ ۹۰۔ اگر نمازی نماز کی رکعتوں کے بارے میں شک کرے تو اس کے لئے نماز توڑ کر دوبارہ پڑھنا جائز ہے گرچہ احتیاط مستحب ہے کہ اگر شک کی اصلاح ہوسکتی ہے تو اصلاح کرے نماز کو نہ توڑے، جس کی تفصیل آئندہ مسائل میں بیان کی جائے گی۔

مسئلہ ۹۱۔ نماز کے شکوک دو طرح کے ہیں:

پہلی قسم: ایسا شک جو نماز کو باطل کرتا ہے جیسے نماز صبح یا مغرب کی رکعت کے بارے میں شک اور ظہر و عصر اور عشاء کی پہلی دو رکعت میں شک ان شکوک میں اگر نماز کا شک برقرار رہے اور کسی ایک طرف رجحان نہ ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

دوسری قسم: ایسا شک جو قابل اصلاح ہے اور اس کی نماز صحیح شمار ہوگی جیسے کہ نمازی چار رکعتی نماز کی رکعتوں کے بارے میں شک کرے اور کسی بھی طرف رُجحان نہ ہو جس کے اہم ترین مقامات درجہ ذیل ہیں:

۱۔ اگر نمازی دوسرے سجدے میں پیشانی رکھنے کے بعد شک کرے کہ دو

رکعت پڑھی ہے یا تین رکعت تو بنا رکھے کہ تین رکعت پڑھی ہے اور نماز تمام کرے پھر نماز کے بعد ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر بجالائے۔

۲۔ اگر نمازی تین اور چار رکعت میں شک کرے تو نماز میں جس مقام پر بھی ہو چار پر بنا رکھ کر نماز تمام کرے پھر نماز کے بعد ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر بجالائے۔

۳۔ اگر نمازی دوسرے سجدے میں جانے کے بعد دو اور چار رکعت میں شک کرے تو چار پر بنا رکھ کر نماز تمام کرے اور نماز کے بعد دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر بجالائے۔

۴۔ اگر نمازی دوسرے سجدے میں جانے کے بعد دو، تین اور چار رکعت میں شک کرے تو چار پر بنا رکھ کر نماز تمام کرے اور نماز کے بعد دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر اور اس کے بعد دو رکعت نماز احتیاط بیٹھ کر بجالائے۔

۵۔ اگر نمازی دوسرے سجدے میں جانے کے بعد چار اور پانچ رکعت میں شک کرے تو چار پر بنا رکھ کر نماز تمام کرے اور نماز کے بعد سجدہ سہو بجالائے۔

مسئلہ ۹۲۔ نماز احتیاط نماز کے فوراً بعد مبطلات نماز میں سے کوئی ایک انجام دئے بغیر بجالائے اس نماز میں سورہ حمد کے علاوہ کوئی اور سورہ نہیں ہے، قنوت بھی نہیں ہے اور نمازی احتیاط واجب کی بنا پر سورہ حمد آہستہ آواز سے پڑھے گرچہ اصل نماز میں بلند آواز سے پڑھنا لازم ہے۔

مسئلہ ۹۳۔ اگر نمازی غفلت کی وجہ سے ایک سجدہ ترک کرے اور اس کا

نماز میں اعادہ کرنا ممکن نہ ہو تو اس صورت میں نماز کے فوراً بعد سجدے کی قضاء بجالائے اور جو شخص نماز کا تشہد غفلت کی وجہ سے بجا نہ لائے تو اس کے لئے نماز کے بعد دو سجدہ سہو کرنا لازم ہے۔

مسئلہ ۹۴۔ وہ مقامات جن میں سجدہ سہو بجالانا واجب ہے درجہ ذیل ہیں:

۱۔ جب نماز کے درمیان بھولے سے کلام کرے، احتیاط واجب کی بنا پر۔

۲۔ جس مقام پر سلام نہیں پڑھنا چاہئے سلام پڑھے۔ احتیاط واجب کی بنا پر۔

۳۔ چار اور پانچ رکعت کے درمیان شک کی صورت میں جیسا کہ مسئلہ نمبر ۹۱ میں بیان ہوا۔

۴۔ اگر نمازی نماز کے بعد اجمالی طور پر جانتا ہو کہ نماز میں کوئی چیز کم یا زیادہ ہوئی ہے، جب کہ وہ کمی اور زیادتی نماز کو باطل نہ کرتی ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر دو سجدہ سہو بجالائے۔

اگر نمازی بیٹھنے کی جگہ بھولے سے کھڑا ہو جائے یا کھڑے ہونے کی جگہ بھولے سے بیٹھ جائے تو احتیاط مستحب کی بنا پر دو سجدہ سہو بجالائے، بلکہ بہتر ہے کہ ہر اس چیز کے لئے جو نماز میں کم یا زیادہ ہو دو سجدہ سہو بجالائے۔

مسئلہ ۹۵۔ دو سجدہ سہو انجام دینے کے لئے نیت لازم ہے اور کافی ہے کہ سجدے میں کہے (بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ) پھر سر اٹھالے اور بیٹھ جائے پھر دوبارہ سجدے میں جائے اور مذکورہ ذکر کی تکرار کرے پھر سر اٹھائے اور بیٹھنے کے بعد تشہد پڑھے اور آخر میں کہے:

(اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ)

مسئلہ ۹۶۔ احتیاط واجب کی بنا پر نمازی سجدہ سہو ایسی چیز پر کرے جس پر سجدہ کرنا صحیح ہے اور ساتوں اعضاء کو زمین پر رکھے لیکن باقی شرائط کی رعایت جیسے باطہارت ہونا یا رو بہ قبلہ ہونا وغیرہ لازم نہیں ہے۔

نماز جماعت

مسئلہ ۹۷۔ پنجگانہ نمازوں کو جماعت سے پڑھنا مستحب ہے بلکہ ممکن ہے بعض صورتوں میں جماعت واجب ہو جائے جیسے کہ مکلّف کی قراءت میں کچھ غلطی ہو اور اس کی اصلاح کرنا ممکن ہو لیکن اصلاح کرنے میں کوتاہی کرے تو ممکنہ صورت میں لازم ہے کہ کسی کی اقتداء کرے۔

مسئلہ ۹۸۔ احتیاط واجب کی بنا پر کسی بھی مستحب نماز میں جماعت مشروع نہیں ہے، بجز نماز استسقاء کہ اُسے جماعت سے پڑھ سکتے ہیں۔

مسئلہ ۹۹۔ امام جماعت کے شرائط درجہ ذیل ہیں:

۱۔ بالغ ہو

۲۔ عاقل ہو

۳۔ مومن ہو یعنی شیعہ اثنا عشری ہو

۴۔ عادل ہو

۵۔ حلال زادہ ہو

۶۔ اس کی قراءت صحیح ہو

۷۔ احتیاط واجب کی بنا پر ان افراد میں سے نہ ہو جن پر گناہ انجام دینے کی بنا پر شرعی حد جاری ہوئی ہو۔

۸۔ اگر ماموم کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو امام بھی کھڑا ہو کر نماز پڑھے۔

۹۔ اگر ماموم مرد ہو تو امام بھی مرد ہو۔

۱۰۔ امام کی نماز ماموم کی نگاہ میں صحیح ہونا چاہئے اس لئے ایسے شخص کی اقتداء نہیں کرسکتا جس کی نماز اس کی نگاہ میں باطل ہو جیسے کہ کسی حالت میں امام کا عقیدہ ہو کہ اس کا فریضہ تیمم ہے اور وہ تیمم کرے جب کے ماموم کی نگاہ میں اس کا فریضہ وضو یا غسل ہو۔

مسئلہ ۱۰۰۔ امام جماعت کے شرائط درجہ ذیل ہیں:

۱۔ ماموم اقتداء کرنے کا قصد رکھتا ہو۔

۲۔ ماموم کی نگاہ میں امام جماعت معیّن ہو اور اس کی اجمالی طور پر شناخت کافی ہے جیسے کہ حاضرِ امام کی اقتداء کا قصد رکھتا ہو گرچہ اس کا تشخص معلوم نہ ہو۔

۳۔ امام نماز میں مستقل ہو اس لئے ایسے شخص کی اقتداء کرنا جو خود کسی امام کی اقتداء کئے ہوئے ہے جائز نہیں ہے۔

۴۔ امام اپنے نماز کی شروعات جماعت سے کرے اس لئے جو شخص فرادی نماز پڑھ رہا ہے نماز کی حالت میں جماعت کی طرف عدول نہیں کرسکتا۔

۵۔ ماموم بغیر کسی شرعی عذر کے فرادی کی نیت نہ کرے اور اگر ایسا کرے تو اس کی جماعت میں اشکال ہے۔

۶۔ امام اور ماموم مرد کے درمیان کوئی ایسا حائل نہ ہو جس سے ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں خواہ دیکھنے سے مانع ہو یا نہ ہو اور اسی طرح ایک ماموم اور دوسرے ماموم کے درمیان جو کہ اتصال کا سبب ہے کوئی حائل نہیں

ہونا چاہئے جیسے وہ ماموم جو پہلی صف میں ہے اُس کے اتصال کا سبب وہ افراد ہیں جو اُسی صف میں اس کے اور امام کے درمیان میں ہیں اور چنانچہ ماموم کی صف میں کوئی امام سے اتصال نہ رکھتا تو ان کے اتصال کا سبب اگلی صف والے ہیں جو امام اور ماموم کے بیچ میں ہیں۔

۷۔ امام کے کھڑے ہونے کی جگہ ماموم کے کھڑے ہونے کی جگہ سے اتنی اونچی نہیں ہونا چاہئے کہ عُرف کی نگاہ میں امام کی جگہ ماموم سے اونچی شمار ہو لیکن اگر ماموم کی جگہ امام کی جگہ سے بلند ہو تو حرج نہیں ہے، گرچہ زیادہ اونچی ہو مگر یہ کہ اتنی زیادہ اونچی ہو کہ ایک جماعت نہ کہلائے۔

۸۔ ماموم اور امام یا ان مومنین کے درمیان جو اتصال کا سبب ہیں زیادہ فاصلہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ احتیاط لازم کی بنا پر ماموم کے سجدہ کرنے کی جگہ اور امام کے کھڑے ہونے کی جگہ میں یا اس ماموم کے کھڑے ہونے کی جگہ میں جو اگلی صف میں پچھلی صف کے اتصال کا سبب ہے ایک معمول کے مطابق بڑے قدم (تقریباً ایک میٹر بیس سینٹی میٹر) سے زیادہ فاصلہ نہ ہو۔

۹۔ ماموم امام سے آگے اور احتیاط واجب کی بنا پر برابر میں کھڑا نہ ہو بلکہ تھوڑا پیچھے کھڑا ہو مگر یہ کہ ماموم صرف ایک مرد ہو تو اس صورت میں امام کے برابر میں کھڑا ہو سکتا ہے اور اگر ماموم عورت ہو تو اُس تفصیل کے مطابق جو مسئلہ نمبر ۲۷ میں بیان ہوئی مرد امام یا ماموم کے بنسبت اپنے کھڑے ہونے کی جگہ کی رعایت کرے۔

مسئلہ ۱۰۱۔ ماموم نماز ظہر اور عصر کی پہلی اور دوسری رکعت میں احتیاط

واجب کی بنا پر حمد اور سورہ نہیں پڑھ سکتا لیکن صبح، مغرب اور عشاء کی نماز میں اگر امام کی آواز سنائی نہ دے رہی ہو۔ گرچہ نامفہوم کلمات کی شکل میں۔

توحمد اور سورہ پڑھ سکتا ہے۔

اور امام جماعت کی ذمّہ میں ماموم کے افعال اور ذکر میں سے پہلی اور دوسری رکعت کی قرائت کے علاوہ کچھ نہیں ہے، پس ماموم کا فریضہ ہے کہ نماز کے باقی واجبات اپنی فرادی نماز کی طرح بجالائے اس فرق کے ساتھ کہ ماموم نماز کے افعال جیسے رکوع وسجود کی انجام دہی میں امام کی پیروی کرے یعنی اُسے امام کے بعد بجالائے لیکن نماز کے ذکر میں جیسے رکوع اور سجود کا ذکر۔ امام کی پیروی لازم نہیں ہے البتہ تکبیرۃ الاحرام اس حکم سے استثناء ہے تکبیرۃ الاحرام امام سے پہلے کہنا جائز نہیں ہے اور اگر ماموم کوئی عذر رکھتا ہو تو نماز کے آخری تشہد میں امام کی پیروی ترک کرکے تشہد امام سے پہلے پڑھ سکتا ہے لیکن نماز کے سلام میں امام کی پیروی بالکل واجب نہیں ہے اس لئے ماموم امام سے پہلے سلام پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۰۲۔ ماموم امام کی نماز کے درمیان اس کی اقتداء کرسکتا ہے اور اس میں دوصورتیں ہیں:

پہلی صورت: امام نماز کی پہلی رکعت میں حمد، سورہ پڑھ رہا ہو یا رکوع میں ہو اور ماموم امام کا رکوع ختم ہونے سے پہلے اس کے ساتھ شریک ہوجائے تو اس صورت میں نیت اور تکبیرۃ الاحرام کہنے کے بعد شریک ہوجائے اور باقی مامومین کی طرح امام کی پیروی کرے پس اگر وہ کھڑے ہوں تو یہ بھی کھڑا ہوجائے اور اگر رکوع میں ہوں تو وہ بھی رکوع کرے اور بالکل اس شخص کی

طرح جس نے شروع سے امام کی اقتداء کی ہے اپنی نماز کو تمام کرے۔

دوسری صورت: امام پہلی رکعت میں نہ ہو اس صورت میں جب تک امام رکوع میں ہے ماموم اقتداء کرسکتا ہے امام کے رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اقتداء نہیں کرسکتا پس اگر ماموم رکوع سے پہلے یا رکوع کے وقت امام کی اقتداء کرے تو لازم ہے کہ نماز کے افعال امام کے مطابق انجام دے البتہ بعض صورتوں میں ان دونوں کی نماز میں کچھ فرق پایا جائے گا جیسے:

اگر ماموم امام کی نماز ظہر کی دوسری رکعت میں اقتداء کرے تو وہ ماموم کی پہلی رکعت اور امام کی دوسری رکعت ہے اس لیے اگر امام تشہد کے لئے بیٹھے تو احتیاط واجب کی بنا پر ماموم نیم خیز حالت میں بیٹھے (یعنی ہاتھ کی انگلیاں اور پیر کے پنجے کو زمین پر رکھے اور زانو کو زمین سے تھوڑا اٹھالے) لیکن کھڑا نہ ہو بلکہ امام کے تشہد ختم کرنے کا انتظار کرے پھر امام کے ساتھ بعد کی رکعت کے لئے کھڑا ہوجائے اور یہ رکعت ماموم کی دوسری اور امام کی تیسری رکعت شمار ہوگی اس لئے ماموم حمد اور سورہ آہستہ پڑھے اور اگر سورہ پڑھنے کے لئے وقت کافی نہ ہوتو سورہ حمد تمام کرکے امام کے رکوع میں خود کو پہنچائے پھر امام کے ساتھ سجدے میں جائے البتہ اس رکعت میں ماموم تشہد پڑھے گا کیونکہ اس کی دوسری رکعت ہے لیکن امام کھڑا ہوگا اور قیام کرے گا کیونکہ اس کی تیسری رکعت مکمل ہوئی ہے اور ماموم تشہد پڑھنے کے بعد کھڑا ہوکر جماعت سے ملحق ہوجائے تسبیحات اربعہ پڑھے اور امام کے ساتھ رکوع کرے اور اسی ترتیب سے نماز کو مکمّل کرے۔

لیکن اگر ماموم تیسری اور چوتھی رکعت میں نماز جماعت میں شرکت کرنا چاہے تو امام کے رکوع میں اقتداء کرے کیونکہ اگر قیام میں اقتداء کرے گا

توحمد سورہ پڑھنا واجب ہے البتہ اگر امام اُسے اتنی مہلت دے کہ پڑھ سکے، پس اگر امام رکوع میں چلا جائے اور ماموم کے لئے حمد اور سورہ پڑھنے کی مہلت نہ ہو تو ماموم صرف سورہ حمد پر اکتفاء کرکے امام کے رکوع میں شریک ہوسکتا ہے لیکن اگر اتنی مہلت بھی نہ ہو کہ سورہ حمد پڑھ کر رکوع میں جائے تو اس صورت میں ماموم کے لئے جائز ہے کہ سورہ حمد چھوڑ کر امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہوجائے۔

مسافر کی نماز

مسئلہ ۱۰۳۔ مسافر پر لازم ہے کہ اپنی چار رکعتی نمازیں (ظہر، عصر اور عشاء) قصر پڑھے یعنی نماز صبح کی طرح دو رکعت بجالائے اور نماز قصر ہونے کے لئے آٹھ شرطیں ہیں:

پہلی: مسافر شرعی مسافت (دوری) طے کرنے کا قصد رکھتا ہو اور اس کی مقدار ۴۴ کیلومیٹر جانا یا آنا ملا کر ۴۴ کیلومیٹر یا اس سے زیادہ ہو اور شرعی مسافت اس جگہ سے شمار ہوگی جہاں سے گزرنے کے بعد عرفِ عام میں مسافر شمار کیا جائے اور یہ معمولاً شہر کا حصّہ ہوگا۔

دوسری: مسافر اپنے قصد پر باقی رہے راستے میں اپنے قصد سے نہ پلٹے۔

تیسری: سفر میں کسی جگہ دس دن رکنے کا قصد نہ کرے یا شک اور تردید کی حالت میں کسی جگہ تیس دن نہ رہا ہو اور اسی طرح راستہ میں اپنے وطن یا رہنے کی جگہ سے گذرے کیونکہ وطن یا رہنے کی جگہ سے گذرنے اور وہاں ٹھہرنے سے سفر منقطع ہوجاتا ہے۔

چوتھی: اس کا سفر مباح ہو، سفر کرنے کا مقصد کسی حرام کام کا انجام دینا نہ ہو۔

پانچویں: اس کا سفر تفریحی شکار کے لئے نہ ہو۔

چھٹی: ان افراد میں سے نہ ہو جن کا گھر ان کے ساتھ ہوتا ہے جیسے خانہ بدوش۔

ساتویں: کثیر السفر (زیادہ سفر کرنے والا) نہ ہو خواہ ان افراد میں سے ہو جن کا کام سفر ہے جیسے، ڈرائیور، ملّاح وغیرہ یا یہ کہ اس کا کام کسی ایک شہر میں اور رہنا کسی دوسرے شہر میں ہو اور روز کام کرنے کے لئے رفت وآمد کرتا ہو وغیرہ۔

آٹھویں: مسافر حد ترخص تک پہونچ جائے یعنی شہر سے اتنی مقدار میں دور ہوجائے کہ شہر اور اس کے اطراف میں رہنے والے افراد نظر نہ آئیں۔

مسئلہ ۱۰۴۔ اگر سفر میں گزشتہ شرطیں موجود ہوں تو مسافر کا فریضہ قصر نماز پڑھنا ہے مگر یہ کہ درجہ ذیل چیزوں میں سے کوئی ایک پیش آئے:

۱۔ وطن یا رہنے کی جگہ سے گزرنا اور وہاں ٹھہرنا۔
۲۔ کسی معیّن شہر میں دس دن رہنے کا قصد کرے۔
۳۔ کسی معیّن شہر میں دس دن کا قصد کئے بغیر تیس دن تک متردّد (دودلی) کی حالت میں رہنا۔

اس لئے اگر بیان کی گئی چیزوں میں سے کوئی ایک پیش آئے تو اس کا فریضہ قصر نماز سے پوری نماز میں تبدیل ہوجائے گا مگر یہ کہ کسی نئے سفر کا آغاز کرے۔

مسئلہ ۱۰۵۔ وطن اور مقرّ (رہنے کی جگہ) سے مراد ان تین مقامات میں سے کوئی ایک ہے:

۱۔ مقرّ اصلی یہ وہ جگہ جہاں سے انسان کو منسوب کیا جاتا ہے معمولاً جائ ولادت ہے۔

۲۔ وہ جگہ جسے انسان نے ہمیشہ اپنا مقرّ اور محل سکونت کے طور پر انتخاب کیا ہے اور عمر کے باقی حصّے میں وہاں رہنا چاہتا ہے۔

۳۔ وہ جگہ جسے انسان نے طولانی مدّت رہنے کے لئے انتخاب کیا ہے اسی طرح سے اس جگہ اب اُسے مسافر نہ کہا جائے جیسے وہ شخص جو کام، تجارت، یا تعلیم کے لئے کسی شہر میں ۱۸ مہینے یا اس سے زیادہ رہے۔

مسئلہ ۱۰۶۔ اگر مسافر کا قصد کسی شہر میں دس دن رہنے کا ہو چنانچہ ایک چار رکعتی ادا نماز پڑھنے سے پہلے اپنا ارادہ بدل دے تو اس کا فریضہ قصر نماز ہے لیکن اگر ایک چار رکعتی ادا نماز پڑھنے کے بعد اپنا ارادہ بدلے تو جب تک اس شہر میں ہے نماز پوری پڑھے گا۔

مسئلہ ۱۰۷۔ اگر کسی کا فریضہ قصر نماز ہو لیکن وہ پوری نماز پڑھ لے تو مسئلے کی چند صورتیں ہیں جس میں اہم ترین درجہ ذیل ہیں:

۱۔ اس حکم سے جاہل تھا کہ شریعت میں مسافر کے لئے نماز قصر ہے یا یہ کہ خود اس شخص پر قصر نماز واجب ہے اِس سے جاہل تھا تو نماز صحیح ہے۔

۲۔ کسی خاص صورت میں حکم سے جاہل تھا جیسے کہ اُسے علم نہ ہو کہ جس کا سفر...... (رفت و آمد ملا کر ۴۴ کیلومیٹر ہو) اس کی نماز قصر ہے تو اس صورت میں اگر وقت کے اندر مسئلے کی طرف متوجہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر نماز دوبارہ پڑھے لیکن اگر وقت گزرنے کے بعد متوجہ ہو تو قضاء بجالانا لازم نہیں ہے۔

۳۔ بھول جائے کہ مسافر ہے یا یہ بھول جائے کہ مسافر کی نماز قصر ہے تو

اس صورت میں اگر وقت کے اندر متوجہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزرنے کے بعد متوجہ ہو تو قضاء بجالانا لازم نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۸۔ جس شخص کا فریضہ پوری نماز پڑھنا ہے اگر قصر پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے لازم ہے کہ دوبارہ پڑھے یا (وقت گزر جانے کی صورت میں) اس کی قضا بجالائے البتہ وہ مسافر جس نے دس دن کسی جگہ رہنے کا قصد کیا ہے اور نماز کے مکمّل ہونے کا حکم نہ جاننے کی وجہ سے قصر نماز پڑھ لیا ہے تو احتیاط واجب کی بنا پر متوجہ ہونے کے بعد نماز دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۹۔ اگر اوّل وقت میں انسان سفر میں نہ ہو اور نماز پڑھے بغیر سفر میں چلا جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر سفر میں قصر نماز پڑھے اور اگر اوّل وقت سفر میں ہو اور نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ اپنے وطن یا جس جگہ دس دن رکنے کا قصد ہے پہونچ جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر پوری نماز پڑھے اس بنا پر نماز کے قصر یا مکمّل ہونے کا معیار اس کے انجام دینے کا وقت ہے، واجب ہونے کا وقت معیار نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱۰۔ مسافر چار مقامات میں اختیار رکھتا ہے کہ قصر نماز پڑھے یا مکمّل:

شہر مکّہ معظّمہ، شہر مدینہ منورہ، شہر کوفہ (جو کہ مسجد سہلہ کو بھی شامل کرتا ہے) امام حسین علیہ السلام کے حرم میں قبر مطہّر سے ساڑھے گیارہ میٹر کے فاصلے تک۔

قضا نماز

مسئلہ ۱۱۱۔ جس شخص نے اپنی پنجگانہ نماز نہیں پڑھی یا باطل پڑھی ہے اور

وقت گزر گیا ہو تو اس کی قضا بجالانا لازم ہے اور اس حکم سے تین مقامات استثناء کئے گئے ہیں:

۱۔ نابالغ بچے، دیوانہ یا اس شخص کی نماز جو بیہوش ہو گیا ہو، البتہ بیہوشی اگر بے اختیار ہو وگرنہ احتیاط واجب کی بنا پر اس کی قضا بجالانا لازم ہے۔

۲۔ وہ نمازیں جو حائض اور نفساء عورت نے خون آنے کے ایاّم میں نہیں پڑھی ہیں۔

۳۔ وہ نماز جو کافر اصلی (غیر مرتد) نے نہیں پڑھی ہیں۔

مسئلہ ۱۱۲۔ پنجگانہ قضا نماز کسی بھی وقت سفر میں یا غیر سفر میں پڑھی جاسکتی ہے البتہ توجہ ہونا چاہئے کہ جو نماز وطن یا مقرّ (رہنے کی جگہ) میں قضا ہوئی ہے اُس کی قضا پوری پڑھے گرچہ سفر میں پڑھ رہا ہو اور جو نماز سفر میں قضاء ہوئی اُس کی قضا قصر پڑھے گرچہ سفر میں نہ ہو۔

مسئلہ ۱۱۳۔ جس شخص کی کوئی نماز قضاء ہوئی ہے اگر وہ اوّل وقت میں مسافر ہو اور آخر وقت میں غیر مسافر یا برعکس تو نماز کی قضا بجالانے میں آخر وقت کو معیار قرار دے گا پس اگر آخر وقت میں مسافر تھا تو نماز کی قضا قصر پڑھے گرچہ اپنے شہر میں ہو اور اگر آخر وقت میں مسافر نہ رہا ہو تو نماز کی قضا میں پوری نماز پڑھے گرچہ سفر میں ہو۔

مسئلہ ۱۱۴۔ پنجگانہ نماز کی قضا میں ترتیب لازم نہیں ہے مگر وہ نمازیں جن کی ادا میں ترتیب ہے جیسے ایک ہی دن کی ظہر وعصر یا ایک ہی شب کی مغرب و عشاء اس لئے ایک ہی دن کی نماز عصر کی قضا اُسی دن کی ظہر کی قضا سے پہلے نہیں پڑھ سکتا۔

مسئلہ ۱۱۵۔ جس مومن نے کسی عذر کی وجہ سے نماز نہیں پڑھی ہے اور مرنے سے پہلے تک قضاء بجانہ لا سکے جبکہ قضا بجالاسکتا تھا تو احتیاط واجب کی بنا پر بڑے بیٹے پر اس کی قضا بجالانا لازم ہے بشرطیکہ بڑا بیٹا باپ کے انتقال کے وقت نابالغ، دیوانہ نہ رہا ہو اور شرعاً باپ کے ارث سے محروم نہ ہو کہ ان صورتوں میں باپ کی قضا نماز کا بجالانا اس پر واجب نہیں ہے، اور یہ بھی لازم نہیں ہے کہ بڑا بیٹا خود باپ کی قضا نماز بجالائے بلکہ کسی اور سے اُجرت پر پڑھوا سکتا ہے اور چنانچہ کوئی دوسرا اس کے والد کی قضاء نماز انجام دینے کی ذمہ داری لے تو بڑے بیٹے سے ساقط ہو جائے گی لیکن اگر باپ نے جان بوجھ کر اپنی نمازیں نہ پڑھیں ہوں تو اس کی قضا بڑے بیٹے پر واجب نہیں ہے۔

نمازِ آیات

مسئلہ ۱۱۶۔ واجب نمازوں میں سے ایک نماز آیات ہے جو کہ سورج اور چاند گہن کے وقت واجب ہے اور اسی طرح احتیاط واجب کی بنا پر زلزلہ کے وقت پڑھنا بھی لازم ہے، سورج اور چاند گہن کی نماز آیات کا وقت گہن لگتے ہی شروع ہو جاتا ہے۔

اور جب تک مکمّل طور پر ختم نہ ہو جائے نماز کا وقت باقی رہتا ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر زلزلہ آنے کے فوراً بعد بغیر تاخیر کے نماز پڑھی جائے۔

مسئلہ ۱۱۷۔ نماز آیات دو رکعت ہے اور ہر رکعت میں پانچ رکوع ہیں اس نماز کے انجام دینے کے لئے کافی ہے کہ تکبیرۃ الاحرام اور سورہ حمد کے بعد ایک دوسرا سورہ جیسے سورہ توحید۔ انتخاب کرے اور اُسے پانچ حصّوں میں تقسیم کرے

اور احتیاط واجب کی بنا پر (بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ) کو ایک مستقل حصّہ قرار نہ دے پہلا حصّہ (بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) پڑھے اور رکوع میں جائے، پھر رکوع سے سر اٹھانے کے بعد دوسرا حصّہ (اَللّٰهُ الصَّمَدُ) پڑھے اور رکوع میں جائے پھر رکوع سے سر اٹھانے کے بعد تیسرا حصّہ (لَمۡ يَلِدۡ) پڑھے اور رکوع میں جائے پھر رکوع سے سر اٹھانے کے بعد چوتھا حصّہ (وَلَمۡ يُوۡلَدۡ) پڑھے اور رکوع میں جائے اور پھر سر رکوع سے اٹھانے کے بعد پانچواں حصّہ (وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ) پڑھے اور رکوع میں جائے پھر رکوع سے سر اٹھانے کے بعد دو سجدہ کر کے کھڑا ہو اور دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی طرح بجالائے، اور نماز کے آخر میں پنجگانہ نماز کی طرح تشہد اور سلام پڑھ کر نماز مکمّل کرے۔

مسئلہ ۱۱۸۔ اگر کسی شخص کو سورج یا چاند گہن لگنے کا علم ہو لیکن جان بوجھ کر یا بھولے سے نماز آیات نہ پڑھے اور وقت گزر جائے تو اس کی قضا بجالانا لازم نہیں ہے لیکن سورج یا چاند گہن لگنے کا علم نہ ہو اور وقت گزر جائے تو اس صورت میں اگر پورا سورج یا چاند گہن لگا ہو (یعنی سورج یا چاند مکمّل طور پر چھپ گیا ہو) تو قضا واجب ہے، اور اگر مکمّل نہ لگا ہو تو قضا واجب نہیں ہے۔

نماز جمعہ

مسئلہ ۱۱۹۔ نماز جمعہ نماز صبح کی طرح دو رکعت ہے البتہ دونوں میں یہ فرق پایا جاتا ہے کہ نماز جمعہ میں دو خطبے لازم ہیں اور یہ نماز جمعہ کے دن نماز ظہر کے بدلے پڑھی جاتی ہے اور امام زمانہ علیہ السلام کی غیبت کے زمانہ میں اگر نماز جمعہ تمام

شرائط کے ساتھ قائم کی جارہی ہو تو مکلّف کو اختیار ہے کہ یا نماز جمعہ پڑھے یا نماز ظہر پڑھے گرچہ نماز ظہر اول وقت ہی کیوں نہ پڑھے۔

نماز جمعہ اور اس کے نماز ظہر سے کفایت کرنے کے بعض شرائط درج ذیل ہیں:

۱۔ نماز جماعت سے پڑھی جائے اور حاضرین کی تعداد امام کو لیکر پانچ افراد ہونا چاہئے۔

۲۔ امام جمعہ میں امام جماعت کے شرائط پائے جاتے ہوں جیسے عدالت وغیرہ اور اسی طرح نماز جمعہ میں نماز جماعت کی شرائط پائی جاتی ہوں (مسئلہ نمبر ۹۹، ۱۰۰ پر رجوع کریں)

۳۔ امام جمعہ نماز سے پہلے دو خطبے پڑھے۔

۴۔ نماز جمعہ شروع ہونے سے پہلے کوئی دوسری نماز جمعہ ساڑھے پانچ کیلومیٹر کے کم فاصلے پر نہ ہو رہی ہو۔

❁❁❁

روزے کے احکام

ماہ رمضان کا روزہ دین اسلام کے اہم ترین واجبات میں سے ایک ہے۔

امام صادق علیہ السلام سے حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: (مَنْ أَفْطَرَ یَوْمًا مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ خَرَجَ رُوحُ الْإِیمَانِ مِنْهُ) جو شخص ماہ رمضان کا ایک روزہ (بغیر کسی عذر کے) کھائے اس سے روح ایمان خارج ہوجائے گی۔

مسئلہ ۱۲۰۔ مکلّف پر ماہ رمضان کا روزہ درجہ ذیل شرائط کے ساتھ واجب ہوجاتا ہے:

۱۔ بالغ ہو پس نابالغ پر روزہ واجب نہیں ہے گرچہ اُسے روزہ رکھنے کی عادت ڈلوانا مستحب ہے یعنی بچے کو حکم کریں کہ اپنی طاقت کی مقدار روزہ رکھے جیسے صبح سے ظہر تک (یا اس سے کم یا زیادہ) کھانے پینے سے پرہیز کرے تاکہ روزہ رکھنے اور اُسے تحمّل کرنے کی عادت ہوجائے۔

۲۔ عاقل ہو۔

۳۔ بیہوش نہ ہو۔

۴۔ حیض اور نفاس سے پاک ہو اس لئے حائض اور نفساء عورت پر روزہ واجب نہیں ہے لیکن بعد میں اس کی قضا بجالانا واجب ہے۔

۵۔ روزہ رکھنا نقصان دہ نہ ہو پس اگر بیمار شخص کے لئے روزہ نقصان دہ ہو

جیسے کہ اس کی بیماری میں اضافہ ہوجائے یا یہ کہ بیماری دیر میں صحیح ہو یا درد میں اضافہ ہوجائے تو اس پر روزہ واجب نہیں ہے البتہ ان تمام صورتوں میں نقصان قابل توجہ ہونا چاہیئے یعنی اس حد تک ہو کہ معمولاً قابل تحمّل نہ ہو۔

۶۔ مسافر نہ ہو، اس لئے جس مسافر کا فریضہ قصر نماز ہے اس پر روزہ واجب نہیں ہے بلکہ ایسے شخص کا روزہ صحیح نہیں ہے اور اس حکم سے چند صورتیں استثناء ہیں:

الف: جو شخص نہ جانتا ہو کہ سفر میں روزہ باطل ہے اور روزہ رکھ لیا ہو پھر روزہ مکمّل ہونے کے بعد مسئلے کا علم ہو تو اس صورت میں اس کا روزہ صحیح ہے، قضاء واجب نہیں ہے۔

ب: جو شخص زوال کے بعد سفر کرے تو اس پر احتیاط واجب کی بنا پر واجب ہے کہ اس دن کا روزہ مکمّل کرے اور وہی روزہ کافی ہوگا۔

ج: جو مسافر زوال سے پہلے اپنے شہر میں داخل ہوجائے جب کہ مبطلات روزہ میں سے کوئی ایک انجام نہ دیا ہو تو احتیاط واجب کی بناء پر اس دن کے روزے کی نیت کرے اور وہی روزہ کافی ہوگا۔

البتہ جس شخص کا زوال سے پہلے سفر کرنے کا قصد ہے اس کے لئے اپنے شہر میں یا سفر پر نکلنے کے بعد حد ترخّص تک پہونچنے سے پہلے افطار کرنا جائز نہیں ہے، حد ترخّص کی وضاحت مسئلہ نمبر ۱۰۳ میں بیان ہوچکی ہے۔

مسئلہ ۱۲۱۔ ماہ رمضان کی پہلی تاریخ درجہ ذیل طریقوں سے ثابت ہوگی:

پہلا: خود شخص چاند دیکھے اور دیکھنا بھی بغیر کسی آلہ کے ذریعے ہو اس لئے

اگر چاند معمول کے مطابق بغیر کسی آلہ کے قابل دید نہ ہو تو ٹیلی سکوپ وغیرہ سے دیکھنا کافی نہیں ہے۔

دوسرا: دو عادل مرد چاند دیکھنے کی گواہی دیں بشرطیکہ انسان کو ان کی غلطی کرنے کا علم نہ ہو یا ان کی گواہی کے خلاف۔ گرچہ معارض حکمی۔ گواہی موجود نہ ہو اور ہماری مراد (معارض حکمی) گواہی سے یہ ہے کہ کوئی مانع موجود نہ ہو جو اس کی گواہی قبول کرنے سے مانع ہو جیسے کہ شہر کے بہت سے لوگ چاند دیکھیں لیکن ان دو شخص کے علاوہ کسی اور کو چاند نظر نہ آئے۔

تیسرا: شعبان مہینے کے تیس دن گزر جائیں۔

چوتھا: لوگوں کے درمیان مشہور ہو جائے کہ چاند نظر آ گیا ہے اور اس شہرت سے علم یا اطمینان پیدا ہو جائے لیکن سوشل میڈیا یا ریڈیو وغیرہ پر چاند نظر آنے کے اعلان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

اور جس دن کے بارے میں انسان کو شک ہے کہ ماہ شعبان کی آخری تاریخ ہے یا ماہ رمضان کی پہلی تاریخ تو اس دن ماہ رمضان کی نیت سے روزہ رکھنا جائز نہیں ہے لیکن قضاء کی نیت سے اگر اس کے ذمہّ میں ہے اور اگر قضاء نہیں ہے تو شعبان کے مستحب روزے کی نیت سے روزہ رکھ سکتا ہے، چنانچہ بعد میں معلوم ہو کہ اس دن ماہ رمضان تھا تو وہی روزہ کفایت کرے گا، اور جس دن کے بارے میں انسان کو شک ہے کہ ماہ رمضان کی آخری تاریخ ہے یا ماہ شوال کی پہلی تاریخ تو اس دن مفطرات روزہ انجام دینا جائز نہیں ہے، مگر یہ کہ چاند ثابت ہونے کے کسی ایک طریقے سے اُس کے لئے ثابت ہو جائے کہ گذشتہ رات چاند نظر آیا ہے۔

مسئلہ ۱۲۲۔ روزہ یہ ہے کہ انسان خداوند متعال کی بارگاہ میں خشوع اور بندگیٔ نیت سے طلوع فجر سے غروب شرعی تک کچھ چیزوں سے پرہیز کرے جنہیں (مفطرات روزہ) کہا جاتا ہے، اور مفطرات روزہ درجہ ذیل ہیں:

۱۔ جان بوجھ کر کھانا پینا خواہ مقدار کم ہو یا زیادہ پس اگر جان بوجھ کر نہ ہو تو روزہ باطل نہیں ہوگا جیسے کہ انسان بھول جائے کہ روزہ ہے اور کچھ کھا پی لے۔

۲۔ آگے یا پیچھے کے مقام میں ہمبستری کرنا خواہ فاعل ہو یا مفعول۔

۳۔ استمناء، اس معنی میں ہے کہ انسان منی خارج کرنے کے قصد سے ایسا کام کرے جس سے منی خارج ہو گرچہ یہ کام بذات خود حلال ہی کیوں نہ ہو جیسے کہ بیوی کے ساتھ چھیڑ خوانی کرنے سے منی خارج کرے البتہ دن میں محتلم ہونا (نیند میں منی خارج ہونا) روزے کو باطل نہیں کرتا بلکہ اگر دن کے آخری حصّہ تک غسل نہ کرے پھر بھی روزہ باطل نہیں ہوگا۔

۴۔ جان بوجھ کر قے کرنا۔

۵۔ جان بوجھ کر پانی یا ہر سیّال (بہنے والی) چیز سے اینما لینا۔

۶۔ احتیاط واجب کی بنا پر خداوند متعال یا رسول اکرم ﷺ یا ائمہ طاہرین علیہم السلام میں سے کسی ایک کی طرف جان بوجھ کر جھوٹی نسبت دینا۔

۷۔ احتیاط واجب کی بنا پر جان بوجھ کر غلیظ گرد و غبار حلق تک پہونچانا۔

مسئلہ ۱۲۳۔ اگر کوئی شخص ماہ رمضان کی شب میں جنابت کی حالت میں ہو جائے تو طلوع فجر سے پہلے غسل کرنا لازم ہے اور چنانچہ بیماری یا کسی اور وجہ سے غسل نہ کر سکے تو لازم ہے کہ تیمم کرے اور اسی طرح اگر کوئی عورت ماہ رمضان میں رات میں حیض یا نفاس سے پاک ہو جائے تو طلوع فجر سے پہلے

غسل کرنا لازم ہے اور دونوں صورتوں میں اگر غسل جان بوجھ کر طلوع فجر تک غسل جنابت یا حیض ونفاس یا ان کے بدلے میں تیمم نہ کرے تو اس دن کے روزے کی قضا بھی لازم ہے اور قربت مطلقہ کی نیت سے پورے دن مفطرات سے بھی پرہیز کرے۔

مسئلہ ۱۲۴۔ اگر کوئی شخص ماہ رمضان کی شب میں مجنب (جنابت کی حالت) ہوجائے اور اُسے یہ اطمینان ہو کہ اگر سوئے گا تو اذان صبح سے پہلے بیدار ہوجائے گا (کیونکہ اس وقت اٹھنے کی عادت ہے یا کوئی اور وجہ سے) اور غسل کرنے کا ارادہ کرکے سوئے لیکن اتفاقاً نماز صبح سے پہلے بیدار نہ ہو تو اس کا روزہ صحیح ہے لیکن اگر یہی شخص نماز صبح سے پہلے بیدار ہو اور دوبارہ سوجائے اور پھر اذانِ صبح سے پہلے بیدار نہ ہو پائے تو عقوبت کے لئے اس دن کے روزے کی قضاء بجالانا لازم ہے۔

مسئلہ ۱۲۵۔ اگر کوئی شخص ماہ رمضان کا روزہ کھانے، پینے، جماع، استمناء یا طلوع فجر تک جنابت میں باقی رہنے کے ذریعے باطل کرے چنانچہ جان بوجھ کر یا بااختیار ایسا کرے، ناچاری، اضطرار یا کسی کے اجبار کرنے سے نہ ہو تو قضاء کے علاوہ کفّارہ بھی واجب ہوجائے گا۔

اور عمداً افطار کرنے کا کفّارہ یہ ہے کہ یا انسان ایک غلام آزاد کرے یا دو مہینے (پے در پے) روزہ رکھے یا ساٹھ غریب کو پیٹ بھر کھانا کھلائے، اور ساٹھ غریب کو سیر کرنے کے لئے کافی ہے کہ غریب کو ۷۵۰ گرام خرما، گیہوں، روٹی، نوڈل یا ہر وہ چیز جسے کھانا کہا جائے دے، اور کھانے کی جگہ پیسا دینا کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۶۔ روزے کا کفّارہ اُس شخص پر واجب ہے جسے روزے کے واجب ہونے اور اسی طرح جو کام انجام دے رہا ہے اُس کے مفطر (روزہ باطل کرنے والا) ہونے کا علم ہو، لیکن اگر علم نہ ہونے کی وجہ سے یقین کرے کہ اُس پر روزہ واجب نہیں ہے یا کوئی چیز مُفطر نہیں ہے، تو اُس پر کفّارہ واجب نہیں ہوگا جیسے کہ کسی کو یقین ہو کہ ابھی بالغ نہیں ہوا ہے اور روزہ نہ رکھے یا یہ یقین ہو کہ مفطرات روزہ میں سے کوئی ایک روزے کو باطل نہیں کرتا اور اُسے انجام دے تو دونوں صورتوں میں کفّارہ واجب نہیں ہوگا، البتہ کفّارہ واجب ہونے کا علم ہونا کفّارہ واجب ہونے کے لئے شرط نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۷۔ اگر کسی شخص سے ماہ رمضان کا روزہ چھوٹ جائے خواہ کسی عذر کی وجہ سے ہو یا بغیر عذر تو سال کے کسی حصّے میں اُس کی قضاء بجالانا لازم ہے البتہ عید فطر اور عید قربان کے علاوہ کیونکہ ان دونوں میں روزہ رکھنا مطلقاً حرام ہے اور قضا واجب ہونے میں کچھ صورتیں استثناء ہیں:

۱۔ ایسی بیماری جو آئندہ سال تک طول پیدا کرے اسی طرح سے کہ سال کے تمام ایام میں روزہ نہ رکھ سکے تو اس صورت میں اُس سے قضا ساقط ہوجائے گی اور فدیہ دینا ہوگا یعنی ہر دن کے بدلے تقریباً ۷۵۰ گرام کھانا غریب کو دے۔

۲۔ ضعیف مرد اور عورت جن کے لئے ضعیفی کی وجہ سے روزہ رکھنا بہت زیادہ حرج اور مشقت کا باعث ہے تو ان پر روزہ واجب نہیں ہے اور قضا بھی لازم نہیں ہے لیکن ہر دن کے بدلے فدیہ دینا ہوگا اور اگر ان کے لئے روزہ رکھنا بالکل ممکن ہی نہ ہو تو فدیہ دینا بھی لازم نہیں ہے۔

۳۔ جو شخص ایسی بیماری میں مبتلا ہے کہ جتنا بھی پانی پی لے سیراب نہیں ہوتا تو اُس کا حکم ضعیف مرد اور عورت کی طرح ہے۔

مسئلہ ۱۲۸۔ جس عورت کے بچے کی ولادت کے ایام قریب ہیں (آٹھواں اور نواں مہینہ) روزہ اس کے لئے یا بچے کے لئے نقصان دہ ہے، اسی طرح وہ عورت جو بچے کو دودھ پلا رہی ہے اور اس کا دودھ کم ہے روزہ اس کے لئے یا بچے کے لئے نقصان دہ ہے، دونوں صورتوں میں روزہ ترک کرنا جائز ہے لیکن ماہ رمضان کے بعد اس کی قضا بجالائے اور ہر دن کے بدلے فدیہ دے۔

مسئلہ ۱۲۹۔ جس شخص پر ماہ رمضان کی قضا واجب ہے احتیاط مستحب ہے کہ آئندہ ماہ رمضان آنے سے پہلے اس کی قضا بجالائے اور اگر جان بوجھ کر قضا کرنے میں تاخیر کرے تو قضا کے علاوہ ہر دن کے بدلے ۷۵۰ گرام فدیہ بھی احتیاط واجب کی بنا پر ادا کرے۔

مسئلہ ۱۳۰۔ جس شخص نے ماہ رمضان کا قضا روزہ رکھا ہوا ہے اس کے لئے زوال کے بعد روزہ توڑنا جائز نہیں ہے اگر ایسا کرتا ہے تو کفّارہ واجب ہوجائے گا اور دس غریب کو کھانا کھلانا ہوگا یعنی ہر ایک کو ۷۵۰ گرام کھانا دے اور اگر اس پر قادر نہ ہو تو تین دن روزہ رکھے۔

مسئلہ ۱۳۱۔ جس شخص کے ذمے ماہ رمضان کے روزوں کی قضاء ہے مستحب روزہ نہیں رکھ سکتا روزہ صحیح نہیں ہوگا لیکن کوئی اور واجب روزہ اُس کے ذمّے ہو جیسے کفّارہ کا روزہ یا ماہ رمضان کے علاوہ کسی اور روزے کی قضا اس کے ذمّے ہو تو مستحب روزہ رکھ سکتا ہے روزہ صحیح ہوگا۔

❁❁❁

حج کے احکام

اسلام کے اہم واجبات میں سے ایک حج ہے، خداوند متعال فرماتا ہے:

(وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ)

خداوند متعال نے خانہ کعبہ کا حج ان لوگوں پر جانے کے لئے جو مستطیع ہیں واجب کیا ہے اور جو بھی اس واجب سے روگردانی کرے اور انکار کرے (اپنے کو نقصان پہونچایا ہے) اور خداوند عالم (اور لوگوں) سے بے نیاز ہے۔

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ (مَنْ مَّاتَ وَلَمْ يَحُجَّ حَجَّةَ الْاِسْلَامِ وَ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ ذٰلِكَ حَاجَةٌ تُجْحِفُ بِهِ أَوْ مَرَضٌ لَا يُطِيْقُ مَعَهُ الْحَجَّ أَوْ سُلْطَانٌ يَمْنَعُهُ فَلْيَمُتْ يَهُوْدِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا) جو شخص دنیا سے جائے اور اُس نے واجب حج انجام نہ دیا ہو جب کہ کوئی ضروری حاجت یا بیماری یا حکومت جانے سے مانع نہ ہوتی ہو تو ایسا شخص مرتے وقت یہودی یا نصرانی مرے گا۔

مسئلہ ۱۳۲۔ فریضہ حج بالغ، عاقل اور مستطیع انسان پر واجب ہے اور استطاعت درجہ ذیل امور کے ہونے سے حاصل ہوجاتی ہے:

۱۔ جسم کی سلامتی اس معنی میں کہ انسان صحت سے ہو اور خود حج انجام دے سکتا ہو اس لئے اگر کوئی شخص بیمار یا ضعیف ہو اور کسی بھی صورت میں حج

انجام دینے پر قادر نہ ہو یا یہ کہ حج کے اعمال انجام دینے میں حرج اور مشقت کا سامنا کرنا پڑے جو کہ معمولاً غیر قابل تحمّل ہے تو اس صورت میں خود اُس پر حج بجالانا لازم نہیں ہے۔

۲۔ راستے میں اور حج انجام دیتے وقت جان، مال یا آبرو کا خطرہ نہ ہو۔

۳۔ حج کے مکمّل اخراجات اٹھانے کی صلاحیت رکھتا ہو من جملہ پاسپورٹ وغیرہ رفت آمد کا خرچ یا حداقل جانے کا خرچ۔ اگر اپنے شہر واپس آنے کا ارادہ نہ ہو۔ دوراُس مقدس زمین پر رہنے اور کھانے کا خرچ وغیرہ۔

۴۔ فریضہ حج کا انجام دینا اس بات کا سبب نہ بنے کہ انسان واپس آنے کے بعد تنگ دستی میں پڑ جائے، اس لئے اگر ایسا شخص جس کی درآمد کم ہے اتنی مالی توانائی رکھتا ہو کہ حج کے تمام اخراجات اٹھائے لیکن واپس آنے کے بعد زندگی کے اخراجات کا پورا کرنا اور گزشتہ حالت پر رہنا اس کے لئے دشواری کا باعث ہو اور مشقت میں پڑ جائے تو اُس پر حج انجام دینا واجب نہیں ہے۔

۵۔ وقت میں وُسعت ہو، اس معنی میں کہ مکّہ جانے اور حج کے اعمال دینے کے لئے لازم مقدار وقت ہو اگر کسی شخص کے مالی امکان اس وقت فراہم کہ حج کے مقدّمات فراہم کرنے جیسے پاسپورٹ اور ویزہ وغیرہ کے لئے وقت کافی نہ ہو یا یہ کہ اس کے لئے حرج و مشقت جو کہ معمولاً قابل تحمّل نہیں ہے۔ میں پڑ رہا ہو تو ایسے شخص پر حج واجب نہیں ہوگا لیکن اگر اُسے اطمینان ہے کہ آئندہ سال یا اس کے بعد میں حج پر جانے کے لئے قادر ہوگا تو واجب ہے کہ حج کے لئے اپنے مال کو محفوظ رکھے۔

مسئلہ ۱۳۳۔ حج میں نائب بنانا (کسی شخص کی طرف سے دوسرے شخص کو اعمال حج انجام دینے کے لئے بھیجنا) تین صورتوں میں واجب ہے:

پہلی صورت: ایسا شخص جو حج کے اخراجات اٹھا سکتا ہے لیکن کسی اور عذر کی بنا پر جیسے بیماری یا کوئی دوسرا عذر خود حج کرنے پر قادر نہ ہو۔

دوسری صورت: ایسا شخص جو خود حج کر سکتا تھا لیکن فریضہ میں کوتاہی کی وجہ سے حج نہیں کیا یہاں تک ضعیفی، بیماری یا کسی اور وجہ سے اب حج کرنے پر قادر نہ ہو اور آئندہ بجالانے کی امید بھی نہ رکھتا ہو۔

تیسری صورت: ایسا شخص جو حج کرنے پر قادر ہو لیکن اس فریضے کے انجام دہی میں کوتاہی کی ہو یہاں تک کہ انتقال ہو جائے تو اُس کے ورثے سے کسی شخص کو نیابتی حج کے لئے بھیجنا لازم ہے۔

مسئلہ ۱۳۴۔ حج کی تین قسمیں ہیں: حج تمتع، حج افراد، حج قران۔

حج تمتع ایسے افراد کا فریضہ ہے کہ جن کی سکونت شہر مکہ مکرمہ سے اٹھاسی ۸۸ کیلومیٹر سے زیادہ ہو۔

حج افراد اور قران اہل مکّہ اور ایسے افراد کا فریضہ ہے جن کی سکونت شہر مکہ مکرّمہ سے (اٹھاسی ۸۸) کیلومیٹر سے کم ہو۔

کیونکہ دنیا کے اغلب مومنین مکہ سے اٹھاسی ۸۸ کیلومیٹر سے زیادہ کے فاصلے پر رہتے ہیں اس لئے ان کا فریضہ حج تمتع ہے، آئندہ مسائل میں صرف حج تمتع کے احکام مختصر وضاحت کے ساتھ بیان ہونگے۔

مسئلہ ۱۳۵۔ حج تمتع دو عبادت کے مجموعے کا نام ہے: عمرہ تمتّع، حج تمتع

عمرہ تمتع میں پانچ عمل ترتیب سے واجب ہیں:

۱۔ کسی ایک میقات سے احرام باندھنا (وہ مقامات جو احرام کے لئے معین کئے گئے ہیں)

۲۔ سات مرتبہ خانہ کعبہ کے اطراف طواف کرنا۔

۳۔ مقام ابراہیمؑ کے پیچھے طواف کی نماز۔

۴۔ صفا اور مروہ کے درمیان سات مرتبہ سعی کرنا۔

۵۔ تقصیر: سر، داڑھی یا مونچھ کے مختصر بالوں کا کاٹنا۔

اور حج تمتع میں تیرہ ۱۳ عمل واجب ہے:

۱۔ مکرّمہ سے احرام باندھنا۔

۲۔ نو ذی الحجہ کو زوال سے غروب آفتاب تک عرفات میں ٹھہرنا۔

۳۔ شب عید قربان کے کچھ حصّے سے طلوع آفتاب تک مزدلفہ میں ٹھہرنا۔

۴۔ عید قربان کے دن سات کنکریوں سے رَمی جمرہ عقبہ کرنا۔

۵۔ عید قربان کے دن یا اس کے بعد روزِ تشریق کے آخری حصّے تک مِنا میں قربانی کرنا۔

۶۔ مِنی میں سر کا بال چھلنا یا کچھ مقدار میں کاٹنا۔

۷۔ خانہ خدا کا طوافِ حج کرنا (طواف زیارت)

۸۔ مقام ابراہیمؑ کے پیچھے طواف کی نماز۔

۹۔ صفا اور مروہ کے درمیان سعی۔

۱۰۔ طواف النساء۔

۱۱۔ طواف النساء کی نماز۔

۱۲۔ ذی الحجہ کی گیارہویں اور بارہویں کی شب منی میں ٹھہرنا۔

۱۳۔ گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کو تینوں جمرات کو کنکری مارنا۔

مسئلہ ۱۳۶۔ عمرہ اور حج کے اعمال میں سے ہر ایک عبادی عمل ہے اُسے خداوند متعال کی اطاعت اور خضوع کی نیت سے بجالانا لازم ہے، حج کے اعمال میں بہت سے شرعی احکام اور خصوصیات میں جس کا ذکر رسالہ (مناسک حج) میں ہوا ہے، اور جو شخص اس فریضہ الٰہی کو انجام دینا چاہتا ہے لازم ہے کہ لازم مقدار میں اس کے احکام سے آشنائی پیدا کرے تاکہ جہالت اور غفلت کا شکار نہ ہو اور اس طرح اپنا حج ناقص یا باطل انجام نہ دے کیونکہ اس صورت میں اُسے دوبارہ حج بجالانا ہوگا۔

❁❁❁

زکوٰۃ کے احکام

شریعت اسلام کے اہم واجبات میں سے ایک زکوٰۃ ہے یہاں تک کہ خداوند متعال نے قرآن کریم کی بہت سی آیتوں میں زکوٰۃ کو نماز کے ساتھ ذکر کیا ہے، اور روایت میں ہے کہ جو شخص زکوٰۃ ادا نہ کرے اس کی نماز قبول نہیں ہے۔

پہلی قسم: مال کی زکوٰۃ

مسئلہ ۱۳۷۔ زکوٰۃ چار چیز میں واجب ہے:

۱۔ چار پائے: اونٹ، بھیڑ، بکری گائے اور بھینس۔

۲۔ نقد پیسہ جو سونے اور چاندی کی شکل میں ہو۔

۳۔ چار غلّے: گیہوں، جو، خرما اور کشمش۔

۴۔ تجارت کا مال: احتیاط واجب کی بنا پر۔ اس سے مراد وہ سامان ہے جو اس غرض سے ذخیرہ کیا جائے کہ قیمت اوپر جانے پر فروخت کرے گا۔

مسئلہ ۱۳۸۔ چار پائے میں زکوٰۃ واجب ہونے کے شرائط درجہ ذیل ہیں:

پہلی شرط: مذکورہ جانوروں کی تعداد حدّ نصاب تک پہونچ جائے اور

نصاب سے مراد وہ معین عدد ہے کہ اُس عدد تک پہونچنے کے بعد زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔

اونٹ کا نصاب:

پہلا نصاب: پانچ اونٹ اس کی زکوٰۃ ایک بھیڑ ہے۔

دوسرا نصاب: دس اونٹ اس کی زکوٰۃ دو بھیڑ ہے۔

تیسرا نصاب: پندرہ اونٹ اس کی زکوٰۃ تین بھیڑ ہے۔

چوتھا نصاب: بیس اونٹ اس کی زکوٰۃ چار بھیڑ ہے۔

پانچواں نصاب: پچیس اونٹ اس کی زکوٰۃ پانچ بھیڑ ہے۔

چھٹاں نصاب: چھبیس اونٹ ہے اس کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو دوسرے سال میں داخل ہو گیا ہو۔

ساتواں نصاب: چھتیس اونٹ اس کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو تیسرے سال میں داخل ہو گیا ہو۔

اونٹ کے اور بھی نصاب ہیں کہ اس مختصر رسالہ میں جسے بیان کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

بھیڑ کا نصاب:

پہلا نصاب: چالیس بھیڑ، اس کی زکوٰۃ ایک بھیڑ ہے۔

دوسرا نصاب: ایک سو اکّیس بھیڑ، اس کی زکوٰۃ دو بھیڑ ہے۔

تیسرا نصاب: دو سو ایک بھیڑ، اس کی زکوٰۃ تین بھیڑ ہے۔

چوتھا نصاب: تین سو ایک بھیڑ، اس کی زکوٰۃ چار بھیڑ ہے۔

پانچواں نصاب: چار سو بھیڑ یا اُس سے زیادہ اِس صورت میں ہر سو

بھیڑ کے لئے ایک بھیڑ زکوٰۃ کے طور پر ادا کرے۔

گائے اور بھینس کا نصاب:

پہلا نصاب: تیس عدد (گائے اور بھینس) اس کی زکوٰۃ ایک بچھڑا ہے جو دوسرے سال میں داخل ہو گیا ہو۔

دوسرا نصاب: چالیس عدد، اس کی زکوٰۃ ایک مادہ بچھڑا ہے جو تیسرے سال میں داخل ہو گیا ہو۔

دوسری شرط: مذکورہ جانوروں نے قدرتی گھانس پھونس سے چرا ہو پس اگر ان کے لئے گھانس فراہم کی جارہی ہو جیسے کہ خریدی ہوئی گھانس، یا کاٹی گئی گھانس سے کھائیں تو ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے گرچہ انہیں سال کے کچھ حصّے میں اس طرح کھلایا جارہا ہو۔

تیسری شرط: جانوروں کا مالک یا اس کا ولی پورے سال میں ان میں تصرّف کرسکتا ہو پس اگر ایک قابل توجہ مدّت کے لئے جانور چوری کرلیا جائے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

چوتھی شرط: جانوروں کا مالک پورے گیارہ مہینے جانور کو اپنی ملکیت میں رکھے اس طرح سے کہ بارہواں مہینہ داخل ہوتے وقت بھی اس کی ملکیت میں ہو۔6/69

مسئلہ ۱۳۹۔ سونے اور چاندی کی شکل میں نقد پیسوں پر زکوٰۃ واجب ہونے کے شرائط درجہ ذیل ہیں:

پہلی شرط: سونے کی مقدار پندرہ مثقال صیرفی ہے کہ مجموعی طور پر 6/69 گرام ہوگا، اس صورت میں مالک کو چاہئے کہ اس کا (دو و نیم فیصد) زکوٰۃ کے

طور پر ادا کرے اور (پندرہ میں) پھر تین مثقال (تقریباً ۱۳/۹۲) کے اضافہ پر اس کی زکوٰۃ بھی اُسی (دو و نیم فیصد) کے حساب سے ادا کرے۔

اور چاندی کی مقدار جب ایک سو پانچ مثقال ہو جو کہ تقریباً ۴۸۷ گرام ہے، تو مالک پر لازم ہے کہ اسکا دو و نیم فیصد زکوٰۃ کے طور پر ادا کرے اور (۴۸۷ گرام میں) ہر اکتیس مثقال (تقریباً ۹۷/۴۴ گرام) کے اضافے پر اُس کی زکوٰۃ بھی (اُسی دو و نیم فیصد) کے حساب سے ادا کرے۔

دوسری شرط: مالک پورے گیارہ مہینے سونے اور چاندی اپنی ملکیت میں رکھے اس طرح سے کہ بارہویں مہینے میں داخل ہوتے وقت بھی اس کی ملکیت میں رہے۔

تیسری شرط: مالک پورے سال اس میں تصرّف کرسکتا ہو اس لئے اگر قابل توجہ مدّت کے لئے غایب ہوجائے تو اُس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

چوتھی شرط: مالک بالغ اور عاقل ہو اس لئے نابالغ اور دیوانہ بچے کے مال پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۔ سونا اور چاندی پر درجہ ذیل صورتوں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے:

۱۔ سونے اور چاندی کی اینٹیں اور اسی طرح اِس زمانہ میں سونے اور چاندی کے سکّے جن کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔

۲۔ سونے اور چاندی سے بنے ہوئے زیورات۔

۳۔ سونے اور چاندی کا نقد پیسہ جس سے لین دین رائج نہیں ہے جیسے عثمانی سکّے جسے بعض عورتیں زینت کے لئے استعمال کرتی ہیں۔

اور اسی طرح اِس زمانے میں جو سکّے رائج ہیں جو سونے اور چاندی کے نہیں ہیں اس پر بھی زکوٰۃ نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۱۔ چار غلّوں پر زکوٰۃ دو شرط کے ساتھ واجب ہے:

پہلی شرط: نصاب کی مقدار ہو، ان کا نصاب سوکھنے کے بعد تین سو صاع ہے جو تقریباً (۸۴۷ گرام) بیان کیا گیا ہے اور ان کی زکوٰۃ کی مقدار درجہ ذیل ہے:

۱۔ اگر ان کی آبیاری کے لئے بارش، یا نہر وغیرہ کے پانی کا استعمال کیا ہو اس طرح سے کہ مالک کو آبیاری کرنے کے لئے کوئی کوشش اور تلاش یا کسی چیز سے مدد لینے کی ضرورت نہ پڑی ہو تو اِس صورت میں ان کی زکوٰۃ دس فیصد ہوگی۔

۲۔ اگر ان کی آبیاری ہاتھ یا کسی آلہ کے ذریعے جیسے موٹر پمپ وغیرہ سے کی جائے تو اس صورت میں ان کی زکوٰۃ پانچ فیصد ہوگی۔

۳۔ اگر ان کی آبیاری کبھی بارش کے پانی اور کبھی ہاتھ یا کسی آلہ کے ذریعے ہو تو اس صورت میں اس کی زکوٰۃ ساڑھے سات فیصد ہوگی، مگر یہ کہ کسی ایک طریقے سے آبیاری بہت کم اور ناچیز ہوئی ہو جو عرف عام شمار نہ کی جائے تو اس صورت میں غالب طریقے کے مطابق عمل کرتے ہوئے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

دوسری شرط: مذکورہ غلّے پر زکوٰۃ واجب ہوتے وقت مکلّف کی ملکیت میں ہوں پس اگر وقت کے بعد انسان کی ملکیت میں آئیں تو ان کی زکوٰۃ واجب نہیں ہے، البتہ اگر مکلّف کو علم ہو کہ غلّوں کے مالک نے ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کی

ہے تو واجب ہے کہ خود اس کی زکوٰۃ ادا کرے اور چنانچہ غلّوں کو خریدنے وغیرہ کے ذریعے اپنی ملکیت میں لیا ہو اور بیچنے والے نے واقعیت بیان نہ کرتے ہوئے اُسے فریب دیا ہو تو ادا کی گئی زکوٰۃ کی مقدار اُس سے مطالبہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۴۲۔ تجارت کے مال پر زکوٰۃ واجب ہونے کے شرائط درجہ ذیل ہیں:

۱۔ مالک بالغ اور عاقل ہو۔

۲۔ مال نصاب کی مقدار میں ہو، اور تجارت کے مال کا نصاب سونے اور چاندی کے سکّوں کی طرح ہے یعنی ان کی قیمت پندرہ مثقال صیرفی سونا یا ایک سو پانچ مثقال چاندی ہونا چاہئے۔

۳۔ تجارت کا مال: معاوضہ جسے خریدنے کے ذریعے اس کی ملکیت میں آیا ہو اور عین مال فائدہ حاصل کرنے کے قصد سے ایک سال تک اس کے اختیار میں رہے۔

۴۔ پورے سال تجارت کے مال سے تجارت کرنے کا قصد رکھتا ہو۔

۵۔ مالک پورے سال تجارت کے مال میں تصرّف کر سکتا ہو۔

۶۔ پورے سال بازار میں تجارت کے مال کی قیمت خریدی ہوئی قیمت سے کم نہ ہو۔

لازم الذکر ہے کہ تجارت کے مال کی زکوٰۃ دو و نیم (ڈھائی) فیصد ہے۔

مسئلہ ۱۴۳۔ زکوٰۃ آٹھ مقامات میں مصرف کی جائے گی:

پہلا اور دوسرا: غریب اور مسکین، یعنی ایسے افراد جو خود اور اہل و عیال کا سالانہ خرچ نہ رکھتے ہوں، اور کوئی ایسا کام اور پیشا بھی نہ ہو جس سے سالانہ خرچ

پورا ہو سکے، غریب اور مسکین میں یہ فرق ہے کہ مسکین کے مالی حالات غریب سے بھی زیادہ برے ہوتے ہیں جیسے کہ اپنے روزانہ کے ضروری اخراجات بھی نہ رکھتا ہو۔

تیسرا: زکوٰۃ کے عملہ اور مزدور، یعنی وہ افراد جو پیغمبر اسلامؐ امام معصوم علیہ السلام یا حاکم شرع یا اس کے نائب کی طرف سے مامور ہوئے ہیں تاکہ زکوٰۃ جمع کرے اس کا حساب کتاب کریں، اور جمع شدہ مال کو انہیں یا مستحق تک پہونچائیں۔

چوتھا: المؤلفۃ قلوبُہم، ایسے مسلمان جن کا ایمان کمزور ہے اور اگر انہیں زکوٰۃ دی جائے تو ان کا ایمان مضبوط ہوگا، اور اسی طرح ایسے کافر جنہیں اگر زکوٰۃ دی جائے تو دین اسلام کی طرف رغبت پیدا کریں گے، تاکہ مسلمانوں کو خود سے دفاع کرنے میں مدد کریں۔

پانچواں: غلام خرید کر آزاد کرنا۔

چھٹا: مقروض افراد، یعنی ایسے مقروض افراد جو اپنا مشروع قرض ادا نہیں کر سکتے۔

ساتواں: فی سبیل اللہ: اس سے مراد زکوٰۃ کو ایسے کار خیر میں خرچ کرنا ہے جس کا فائدہ عام لوگوں تک پہونچے جیسے مسجد، مدرسہ اور فلاحی ادارے وغیرہ۔

آٹھواں: ابن سبیل: اس سے مراد وہ مسافر ہے جو راستے میں نادار ہو گیا ہو یعنی اس کے پیسے ختم ہو گئے ہوں اور اپنے شہر واپس نہ جا سکتا ہو مگر یہ کہ جانے کا خرچ اُسے دیا جائے۔

مسئلہ ۱۴۴۔ جس شخص کو زکوٰۃ دی جا رہی ہو وہ شیعہ اثنا عشری ہونا چاہئے

اور زکوٰۃ کو حرام کام میں خرچ نہ کرے اور احتیاط واجب کی بنا پر شرابی، بے نمازی اور کھلے عام گناہ کرنے والوں میں سے نہ ہو۔

اور اسی طرح لازم ہے کہ اس شخص کا نان ونفقہ زکوٰۃ دینے والے پر واجب نہ ہو جیسے بیوی اور اگر زکوٰۃ دینے والا غیر ہاشمی ہو تو زکوٰۃ لینے والا بھی خود کی طرح غیر ہاشمی ہونا چاہئے۔

دوسری قسم: زکوٰۃ فطرہ (فطریہ)

مسئلہ ۱۴۵۔ زکوٰۃ فطرہ واجب ہونے کے شرائط درجہ ذیل ہیں:

۱۔ بالغ ہو

۲۔ عاقل ہو

۳۔ غنی ہو یعنی غریب نہ ہو اور غربت کا معنی مسئلہ ۱۴۳ میں بیان ہوا، چنانچہ اگر مذکورہ شرائط شب عید فطر کے غروب سے پہلے سے شب عید فطر کے ابتدائی اوقات میں کسی کے لئے پائے جائیں تو اس پر خود اور اہل وعیال جو عرف عام میں اس کے نان خوار شمار ہوئے ہیں، کا فطرہ ادا کرنا واجب ہے، گرچہ ان کا نفقہ اس پر واجب نہ ہو، بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر اگر یہ شرائط شب عید فطر کے غروب سے عید کے ظہر کے درمیان کسی لئے حاصل ہوں تو اس پر بھی فطرہ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۴۶۔ مستحب ہے کہ غریب شخص بھی اپنا اور ان افراد کا فطرہ جو اس کے نان خوار ہیں ادا کرے، اور چنانچہ فقط ایک شخص کا ادا کر سکتے ہوں تو جائز ہے کہ اُسے اپنی طرف سے فطرہ کی نیت سے گھر کے کسی ایک فرد کو دے اور وہ

بھی اسی طرح فطرہ کی نیت کر کے دوسرے کو دے اور گھر کے آخری افراد تک اسی طرح تکرار کرے اور آخری شخص گھر کے علاوہ کسی اور غریب کو فطرہ ادا کر دے۔

مسئلہ ۱۴۷۔ ایک شخص کے زکوٰۃ فطرہ کی مقدار تقریباً تین کیلو گرام اس کے شہر میں رائج غذا جیسے گیہوں، جو، خرما، کشمش وغیرہ ہے، اور مکلّف اس کی قیمت بھی ادا کر سکتا ہے اور احتیاط لازم ہے کہ ایسی غذا جو اُس کے شہر میں رائج نہیں ہے، فطرہ میں نہ دے گرچہ گیہوں، جو، خرما یا کشمش ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۱۴۸۔ فطرہ واجب ہونے کا وقت ہونے سے پہلے ماہ رمضان میں نکال کر ادا کرنا جائز ہے، اور جو شخص نماز عید فطر پڑھنے کا قصد نہیں رکھتا وہ فطرہ ادا کرنے میں عید کے دن زوال سے پہلے تک تاخیر کر سکتا ہے۔ لیکن جو شخص نماز عید فطر پڑھ رہا ہے احتیاط واجب کی بنا پر نماز سے پہلے فطرہ ادا کر دے۔

اور اگر مکلّف زوال تک فطرہ ادا نہ کرے اور الگ بھی نہ کرے تو احتیاط واجب کی بنا پر ادا اور قضا کی نیت کئے بغیر قصد مطلقہ کی نیت سے فطرہ ادا کرے۔

مسئلہ ۱۴۹۔ فطرہ الگ کرنے سے معین ہو جاتا ہے اس لئے الگ کرنے کے بعد مکلّف اُسے استعمال کر کے دوسرا پیسہ اس کی جگہ نہیں رکھ سکتا۔

مسئلہ ۱۵۰۔ زکوٰۃ فطرہ ایسے غریبوں اور مسکینوں کو دینا لازم ہے جن کا ذکر زکوٰۃ کے مستحقین میں کیا گیا۔ (مسئلہ ۱۴۳ پر رجوع کریں)

البتہ توجہ ہونا چاہئے اگر فطرہ دینے والا غیر ہاشمی (غیر سیّد) ہو تو وہ اپنا

فطرہ سیّد ہاشمی کو نہیں دے سکتا، اور اسی طرح ایسے شخص کو فطرہ دینا جائز نہیں ہے جس کا نفقہ ادا کرنے والے پر واجب ہے جیسے ماں، باپ، بیوی اور فرزند۔

مسئلہ ۱۵۱۔ دوسرے شہر میں فطرہ بھیجنا حاکم شرع تک پہونچانے کے لئے جائز ہے گرچہ مکلّف کے شہر میں مستحق موجود ہوں اور احتیاط واجب کی بنا پر حاکم شرع کے علاوہ مکلّف کے شہر میں مستحق ہوتے ہوئے کسی اور شہر میں فطرہ نہ بھیجیں۔

۞۞۞

خمس کے احکام

خمس شریعت مقدس اسلام کے مالی حقوق میں سے ہے جسے قرآن میں صراحتاً بیان کیا گیا ہے، اور اس فریضہ کی اہمیت اہل بیت علیہم السلام کی بہت سی احادیث میں بیان کی گئی ہے، بلکہ بعض احادیث میں جو افراد خمس ادا نہیں کرتے، اُسے ناحق کھاتے ہیں، ان پر لعنت کی گئی ہے۔

مسئلہ ۱۵۲۔ وہ مال جس پر خمس واجب ہوتا ہے درجہ ذیل ہیں:

۱۔ غنیمتِ جنگی جو ان کافروں سے حاصل ہوا ہے جن کے ساتھ جنگ کرنا جائز ہے۔

۲۔ وہ معدن جو زمین سے خارج کیا گیا ہو جیسے سونا، چاندی، دھات، لوہا، گندھک کچّا تیل وغیرہ۔

۳۔ گنج جسے نکالا گیا ہو خواہ زمین میں ہو یا دیوار یا کسی اور چیز میں چھپا ہو۔

۴۔ قیمتی جواہر جیسے مروارید، مرجان جو دریا اور بڑی ندیوں میں ہوتے ہیں اور غوّاصی کر کے نکالے جاتے ہیں۔

۵۔ وہ حلال مال جو حرام میں مخلوط ہو گیا ہو، بعض صورتوں میں۔

۶۔ وہ منفعت اور فائدہ جو تجارت، صنعت، حیازت یا کسی اور کام سے حاصل ہوا ہو اور اسی طرح وہ مال جو بغیر کسی کام کے عوض انسان کو حاصل ہو جیسے

تحفہ، وصیت، یا جو اموال اُسے دیا گیا ہے یا مدد کی گئی ہے بشرطیکہ خمس و زکوٰۃ میں سے نہ ہو کہ ان دو صورت میں اس پر خمس واجب نہیں ہے۔

اور کچھ مقامات میں خمس واجب نہیں ہے:

پہلا: وہ مال جو عورت کو مہر کے طور پر ملتا ہے۔

دوسرا: وہ مال جو شوہر کو طلاق خلع کے عوض ملتا ہے۔

تیسرا: شرعی دیت جو انسان کو ملتی ہے خواہ کسی عضو کا دیا ہو یا اس کے علاوہ۔

چوتھا: وہ مال جو انسان کو وراثت میں ملتا ہے البتہ بعض صورتوں میں استثناء ہے جس کی مزید تفصیل کے لئے توضیح المسائل میں رجوع کر سکتے ہیں۔

گزشتہ چھ مقامات میں شرائط پائے جانے کی صورت میں خمس واجب ہے جس کی تفصیل توضیح المسائل میں بیان ہوتی ہے، وہاں رجوع کر سکتے ہیں اور اختصار کا خیال رکھتے ہوئے صرف چھٹے مقام کے بعض مسائل کو بیان کریں گے۔

مسئلہ ۱۵۳۔ درآمد اور فائدے کا خمس درجہ ذیل چیزوں کو کم کر کے واجب ہے:

۱۔ **تجارت کا خرچ:** جو رقم فائدہ حاصل کرنے کے لئے انسان خرچ کرتا ہے جیسے دکان یا انبار کا کرایہ، لائٹ، ٹیلیفون، حمل و نقل کا خرچ، اور ٹیکس وغیرہ۔

۲۔ **سال کا خرچ:** جو کچھ انسان خود اور اپنے تحت کفالت افراد (فیملی) کے لئے پورے سال خرچ کرے، یعنی جو کچھ کھانے پینے، پہننے، مکان، رفت

وآمد، گھر کے سامان، علاج اور زندگی کے دوسرے اخراجات میں خرچ کرتا ہے اسی طرح وہ پیسہ جو قرض کی ادائیگی، تحفہ، انعام کی شکل میں دوسروں کو دیتا ہے اور وہ رقم جو زیارتی اور سیاحی سفر اور مہمان کی خاطر داری میں خرچ کرتا ہے اور دوسرے اخراجات جو اس جیسے شخص کے لئے معمول ہے اور اسراف اور تبذیر شمار نہ ہو۔

مثال کے طور پر اگر کوئی تاجر (بزنس مین) اپنے نقد اور غیر نقد مال کا حساب کرے تو اس کا فائدہ تجارت اور زندگی کے سالانہ اخراجات کے علاوہ پانچ ملین تومان ہو تو اس صورت اس بچت کا خمس کرنا لازم ہے یعنی ایک ملین تومان خمس ادا کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۵۴۔ جو افراد ایسا کام نہیں کرتے جس سے ان کے زندگی کے اخراجات پورے ہوں بلکہ زندگی کا خرچ تحفہ اور نذر وغیرہ سے پورا کرتے ہوں تو ان کے خمس کی کوئی تاریخ نہیں ہوگی بلکہ جب بھی کوئی مال حاصل ہو اُسے ایک سال مکمّل اپنے اخراجات میں خرچ کر سکتے ہیں۔

لیکن جو افراد کام کرتے ہیں اور اس کام کے ذریعے اپنی زندگی کے اخراجات پورے کرتے ہیں جیسے تجارت، پیشہ، صَنعت (کوئی سامان وغیرہ بنانا) تو ان کے خمس کی تاریخ وہی تاریخ ہے جس دن کام شروع کیا تھا اس لئے وہ اپنے زندگی کے اخراجات کو اسی سال کی درآمد (income) سے کم کر سکتے ہیں لیکن سال پورا ہونے کے بعد اس سال کے فائدے کا خمس نکالے بغیر دوسرے سال میں خرچ نہیں کر سکتے۔

مسئلہ ۱۵۵۔ کام میں لگایا جانے والا سرمایہ اور دیگر لوازمات تجارت ان

اخراجات میں سے نہیں ہے جسے خمس سے استثناء کیا گیا ہے، اس لئے وہ تاجر جس نے سرمایہ اور دیگر لوازم تجارت کو سال کی درآمد سے حاصل کیا ہے، خمس کی تاریخ پر اپنے تمام مال کا مِن جملہ نقد پیسہ، بیچنے کا مال اور دوسرے سامان جو تجارت سے مربوط ہیں۔ خمس ادا کرے، اسی طرح، صنعت، کھیتی کے آلات جو صنعت گر یا کسان کی ضرورت ہے اور اس طرح کی دیگر اشیاء کا حکم بھی کام کے سرمایہ اور اس کے لوازمات کی طرح ہے۔

مسئلہ ۱۵۶۔ اگر کوئی شخص سالانہ درآمد سے کوئی سامان خریدے اور خمس کی تاریخ سے پہلے اپنی ضروریات میں استعمال نہ کرے تو اس صورت میں اُس سامان کا خمس موجودہ قیمت کے حساب سے ادا کرے۔

لیکن اگر ایسے مال سے جس کا خمس ادا کیا ہے یا جس پر خمس واجب نہیں ہے جیسے مہر کوئی سامان خریدے اور کچھ مدّت بعد اس کی قیمت میں اضافہ ہو جائے تو اِس مسئلے میں تین صورتیں ہیں:

۱۔ اگر اُسے تجارت کے لئے رکھا ہو تا کہ قیمت میں اضافہ ہونے کے بعد بیچ دے تو اس صورت میں اضافہ شدہ قیمت کا خمس واجب ہے گرچہ اُسے نہ بیچے۔

۲۔ اگر وراثت وغیرہ میں ملی ہو اور تجارت کے لئے نہ رکھا ہو تو قیمت میں جو اضافہ ہوا ہے اُس کا خمس واجب نہیں ہے گرچہ زیادہ قیمت میں بیچے۔

۳۔ اگر اُسے رکھنے کے قصد سے۔ نہ تجارت کے قصد سے۔ معاوضہ وغیرہ جیسے خرید وفروخت کے ذریعے حاصل کیا ہو تو اس صورت میں جب تک نہ بیچے، اضافہ شدہ قیمت پر خمس نہیں ہے اور جب بھی اضافہ شدہ قیمت میں

بیچے تو اس کی اضافہ شدہ قیمت بیچے جانے والے سال کی درآمد میں شمار ہوگی پس اگر خمس کی تاریخ تک ضروریات میں استعمال نہ ہو تو اُس کا خمس ادا کرے گا۔

مسئلہ ۱۵۷۔ بعض مکلّف افراد خمس کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں اور سالہا اپنا خمس ادا نہیں کرتے اور پھر ہدایت پا کر صحیح راستے پر چلتے ہوئے اپنی غلطی کا ازالہ کرنا چاہتے ہیں تو اس صورت میں اپنے تمام مال کی ایک لیسٹ تیار کریں اور حساب کرنے کے لئے حاکم شرع یا اُس کے وکیل پر رجوع کریں اور اگر ضرورت ہو تو مشکوک مقدار اور اسی طرح اگر ایک ساتھ ادا نہیں کر سکتا تو قسطی ادا کرنے کے لئے مصالحت کرے۔

مسئلہ ۱۵۸۔ اگر کسی چیز پر خمس واجب ہو تو مکلّف کو اختیار ہے کہ خود اس چیز سے خمس نکالے یا اس کی قیمت کے برابر پیسہ دے۔

مسئلہ ۱۵۹۔ جس شخص پر خمس کی تاریخ آنے کے بعد اس کے مال میں خمس واجب ہو گیا ہو جب تک اس کا خمس ادا نہیں کیا ہے اس مال میں تصرّف نہیں کر سکتا لیکن مجتہد یا اس کے وکیل پر رجوع کر کے دست گردان کر سکتا ہے تا کہ اس مال کا خمس اس کے ذمّے میں مُنتقل ہو اور اس کے لئے تصرّف جائز ہو جائے۔

مسئلہ ۱۶۰۔ اگر کسی کے مال پر خمس واجب ہوا ہو تو الگ کرنے سے اس کا خمس معیّن نہیں ہوگا بلکہ مرجع تقلید یا اس کے وکیل پر رجوع کریں۔

مسئلہ ۱۶۱۔ خمس واجب ہونے میں مالک کا بالغ یا عاقل ہونا شرط نہیں ہے بلکہ خمس نابالغ بچے یا دیوانہ انسان کے مال پر بھی واجب ہوتا ہے، ولی پر واجب ہے کہ ان کے مال کا خمس ادا کرے اور چنانچہ ولی ادا نہ کرے تو نابالغ بچے کے

بالغ ہونے اور دیوانہ شخص کے عاقل ہونے کے بعد واجب ہے کہ اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۶۲۔ خمس کے دو حصّے ہیں:

نصف سہم امامؑ ہے جو ایسے امور میں خرچ ہونا چاہئے جس میں آنحضرت کی رضایت کا اطمینان ہے، اس زمانہ میں لازم ہے کہ ایسے مرجع کو ادا کیا جائے جو اعلم ہے اور عمومی جہات سے آگاہی رکھتا ہے، یا یہ کہ کسی مقام پر خرچ کرنے کے لئے اس سے اجازت لی جائے۔

اور باقی نصف سہم سادات ہے جو ایسے ہاشمی سادات کے لئے ہے جو غریب ہوں یا سفر میں غریب ہو گئے ہیں، بشرطیکہ مومن ہوں اور اپنے دینی واجبات کو انجام دیتے ہوں، اور اسی طرح یتیم سادات جو غریب اور مومن ہوں وہ بھی سہم سادات کے مستحق ہیں، لیکن اگر غریب نہ ہوں تو سہم سادات کے مستحق نہیں ہونگے۔

مسئلہ ۱۶۳۔ احتیاط واجب کی بنا پر ایسے شخص کو خمس نہیں دے سکتے جس کا نفقہ خمس دینے والے پر واجب ہے جیسے باپ، بیوی، بچے اسی طرح ایسے شخص کو بھی خمس نہیں دے سکتے جو حرام کام میں خرچ کرے اور احتیاط واجب کی بنا پر بے نمازی، شرابی اور ایسے افراد کو جو کھلے عام گناہ کرتے ہیں خمس نہیں دے سکتے۔

امر بالمعروف اور نہی از منکر کے احکام

دین کے اہم ترین واجبات میں سے ایک امر بالمعروف اور نہی از منکر ہے،

خداوند متعال کا ارشاد ہے:

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۱۰۴﴾

تم میں سے ایک گروہ ہونا چاہئے جو کار خیر کی طرف دعوت کرے، اور امر بالمعروف اور نہی از منکر کریں اور وہی (گروہ) کامیاب ہوگا۔

پیغمبر گرامی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

لَا تَزَالُ أُمَّتِي بِخَيْرٍ مَا أَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوَى فَإِذَا لَمْ يَفْعَلُوا ذَلِكَ نُزِعَتْ مِنْهُمُ الْبَرَكَاتُ وَ سُلِّطَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ نَاصِرٌ فِي الْأَرْضِ وَ لَا فِي السَّمَاءِ.

جب تک میری امّت امر بالمعروف اور نہی از منکر کرے گی اور نیک کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرتی رہے گی خیر وصلاح میں رہے گی اور اگر ان کاموں کو انجام نہ دیں تو ان کی زندگی سے برکت ختم ہوجائے گی اور ایک دوسرے پر مسلّط ہوجائیں گے، اور زمین و آسمان میں ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

اور امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہوئی ہے:

لَا تَتْرُكُوا الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَ النَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ فَيُوَلِّيَ اللهُ أَمْرَكُمْ شِرَارَكُمْ ثُمَّ تَدْعُونَ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ

امر بالمعروف اور نہی از منکر ترک نہ کریں، کہ تمہارے برے تم پر مسلّط ہوجائیں گے اور پھر تم دعا کروگے لیکن دعا مستجاب نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۱۶۴۔ امر بالمعروف اور نہی از منکر کے چند مراحل ہیں:

پہلا مرحلہ: انسان ایسا کام انجام دے جس سے ظاہر ہو کہ اس کا دل باطن میں نیکی کے ترک کرنے اور برائی کے انجام سے بیزار ہے۔

دوسرا مرحلہ: زبان اور گفتار کے ذریعے امر بالمعروف اور نہی از منکر کرے خواہ نصیحت کرنے کے ذریعے یا کسی اور طریقے سے۔

تیسرا مرحلہ: نیکی کے انجام دینے یا برائی کے ترک کرنے کے لئے کوئی قدم اٹھالے جیسے کان اینٹھنا، یا مارنا یا کسی جگہ پر بند کردینا وغیرہ۔

لازم الذکر ہے کہ تینوں مراحل میں سے ہر ایک شدّت اور ضعف کے حوالے سے مختلف مراحل رکھتے ہیں، اس لئے لازم ہے کہ ابتداء میں پہلے یا دوسرے مرحلے سے شروع کرے اور ایسے مرحلے کا انتخاب کرے جس کی تاثیر زیادہ اور تکلیف کم ہو اور پھر بعد کے مرحلوں تک منتقل ہو، اور اگر پہلا اور دوسرا مرحلہ اثر بخش نہ ہو تو تیسرے مرحلے کو انجام دے، اور تیسرے مرحلے کے لئے احتیاط واجب کی بنا پر حاکم شرع سے اجازت لے تا کہ جو شخص برائی انجام دے رہا ہے یا نیکی کو ترک کر رہا ہے اس کے لئے عملی قدم اٹھایا جاسکے اور اُسے روکا جاسکے اور اس مرحلے میں بھی لازم ہے کہ ایسے کام سے شروع کرے جس کی

تکلیف کم ہو اور اگر اثر بخش نہ ہو تو شدید تر مرحلہ کا انتخاب کرے البتہ خیال رہے کہ ایسا کام نہ کرے جس سے زخم یا شکستگی، حاصل ہو یعنی ایسا عملی قدم نہ اٹھائے جس سے دِیت یا قصاص لازم آتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۵۔ امر بالمعروف اور نہی از منکر درجہ ذیل شرائط پائے جانے کی صورت میں لازم ہے:

۱۔ جو شخص امر بالمعروف اور نہی از منکر کر رہا ہے، معروف (نیکی) اور منکر (برائی) کی شناخت رکھتا ہو۔

۲۔ امر بالمعروف اور نہی از منکر سے تاثیر ہونے کا امکان ہو لیکن اگر معلوم ہو کہ شخص پر کوئی تاثیر نہیں ہوگی تو دوسرا اور تیسرا مرحلہ واجب نہیں ہوگا اور احتیاط واجب کی بنا پر پہلے مرحلے پر اکتفاء کرے یعنی اس کے نیکی کے ترک کرنے اور برائی کے انجام دینے سے بیزاری کا اظہار کرے گرچہ معلوم ہو کہ اثر انداز نہیں ہوگا اور یہ حکم پیغمبر گرامی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی پیروی کرتے ہوئے لازم ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ص أَنْ نَلْقَى أَهْلَ الْمَعَاصِي بِوُجُوهٍ مُكْفَهِرَّةٍ.

رسول خداؐ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ گناہ کرنے والوں سے چہرہ بگاڑ کر روبرو ہوں۔

۳۔ گناہ کرنے والا شخص حرام کام کے انجام دینے یا واجب کام کے ترک کرنے پر قائم رہنے کا قصد رکھتا ہو چنانچہ اگر معلوم ہو کہ کوئی ایک دفعہ کسی حرام کو انجام دینے یا واجب کو ترک کرنے کا قصد رکھتا ہے تو اس صورت میں عمل کے انجام یا ترک سے پہلے امر بالمعروف اور نہی از منکر کرنا

واجب ہے۔

۴۔ گناہ کرنے والا شخص حرام کام کے انجام دینے یا واجب کے ترک کرنے پر معذور نہ ہو۔

۵۔ جو شخص امر بالمعروف یا نہی از منکر کر رہا ہے اس واجب پر عمل کی وجہ سے اُسے اپنی جان، مال یا دیگر مسلمانوں کی جان پر خطرہ نہیں ہونا چاہئے۔

۞۞۞

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ أَوَّلًا وَآخِرًا وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ الطَّاهِرِيْنَ